ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

35

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا 33واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

5 تا 11 ربیع الاوّل 1446ھ / 10 تا 16 ستمبر 2024ء

رحمۃ للعالمین ﷺ

نبی مکرم ﷺ کی حیات مبارکہ بعثت سے لے کر وصال تک جامعیت و کاملیت کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ زندگی کا ہر پہلو چاہے سیاسی ہو یا سماجی، معاشی ہو یا معاشرتی، تعلیمی ہو یا ثقافتی، حرب وضرب ہو یا امن عامہ، داخلہ امور ہوں یا خارجہ، عدالتی معاملات ہوں یا انتظامی امور حتیٰ کہ خانگی معاملات میں بھی آپ ﷺ کی شخصیت علم وعمل کی آئینہ دار اور بے نظیر و بے مثال ہے۔ گفتار و کردار میں مماثلت اور عادات و اطوار میں کمال آپ ﷺ کے ایسے اوصاف حمیدہ ہیں جن کا اعتراف مشرکین مکہ بھی کیا کرتے تھے۔ اگر آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا بغور جائزہ لیا جائے تو آپ ﷺ بحیثیت معلم، داعی الی اللہ، مبلغ، مفکر، مدبر، دانشور، مصلح، سپہ سالار، فاتح، حکمران، قانون دان، منصف، آقا، شجاع، تاجر، سخی، راہبر، بیٹا، خاوند، باپ الغرض ہر لحاظ سے قرآن مجید کی عملی تفسیر نظر آتے ہیں۔ غریبوں کی مدد کرنے والے، یتیموں پر دست شفقت فرمانے والے، بیواؤں کی غمخواری کرنے والے، پڑوسیوں کا خیال رکھنے والے، دشمنوں سے حسن سلوک سے پیش آنے والے، جود وسخا کا یہ عالم کہ در اقدس سے کوئی بھی خالی نہیں جاتا۔ غیرت اور حمیت ایسی کہ اللہ کے دین کو قائم و نافذ کر کے دکھایا۔ لطف وکرم ایسا کہ بدترین دشمنوں کو بھی معافی مل جاتی ہے۔ انسان تو انسان چرند پرند بھی رحمۃ اللعالمین ﷺ کے سایہ رحمت میں جگہ پاتے ہیں۔

سرورِ عالم، امام الانبیاء، سرکار دو جہاں ﷺ کی کس کس ادا کو بیان کریں۔ ان ﷺ کی حیات مبارکہ کے کس کس گوشے سے پردہ اُٹھائیں۔ انہی کی خاطر تو بزم جہاں کو آراستہ کیا گیا، کون ومکاں میں میلہ سجایا گیا، لوح وقلم، کرسی وعرش، ارض وفلک، جن وملائک، شجرہ و حجر اور ثمر و بشر کو وجود بخشا گیا جو باعث تخلیق کائنات ہے۔ خاکی زبان کو یارا نہیں کہ وہ صاحب لولاک ﷺ کے صفات وکمالات کا اظہار کر سکے اور نہ ہی قلم میں اتنی طاقت ہے کہ وہ شانِ شاہِ اُمم ﷺ کا احاطہ کر سکے بس یہی کہنا مناسب ہو گا ع

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

وکیل خان

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 339 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 41600 سے زائد، جن میں بچے: 17000، عورتیں: 12900 (تقریباً)۔ زخمی: 94500 سے زائد

اس شمارے میں

تحفظِ ختم نبوت - 1974ء تا 2024ء.....

خاتم الانبیاء ﷺ کی پانچ شانیں اور ختم نبوت کے بعد ہماری ذمہ داریاں

حکومت کے لیے اصل مسئلہ!

تحفظِ ختم نبوت کے 50 سال

آئی پی پیز..... ان کے مالکان اور اصل حقائق

عقیدۂ ختم نبوت کا حقیقی تقاضا

قانونِ قدرت:
رسول کی نافرمانی پر عذاب آتا ہے

سُورۃُ القصص | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:58، 59

وَ کَمۡ اَہۡلَکۡنَا مِنۡ قَرۡیَۃٍۭ بَطِرَتۡ مَعِیۡشَتَہَا ۚ فَتِلۡکَ مَسٰکِنُہُمۡ لَمۡ تُسۡکَنۡ مِّنۡۢ بَعۡدِہِمۡ اِلَّا قَلِیۡلًا ؕ
وَ کُنَّا نَحۡنُ الۡوٰرِثِیۡنَ ﴿۵۸﴾ وَ مَا کَانَ رَبُّکَ مُہۡلِکَ الۡقُرٰی حَتّٰی یَبۡعَثَ فِیۡۤ اُمِّہَا رَسُوۡلًا یَّتۡلُوۡا
عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِنَا ۚ وَ مَا کُنَّا مُہۡلِکِی الۡقُرٰۤی اِلَّا وَ اَہۡلُہَا ظٰلِمُوۡنَ ﴿۵۹﴾

آیت:۵۸ ﴿وَ کَمۡ اَہۡلَکۡنَا مِنۡ قَرۡیَۃٍۭ بَطِرَتۡ مَعِیۡشَتَہَا ۚ﴾ ’’اور کتنی ہی بستیوں کو ہم نے ہلاک کر دیا جو کہ اتراتی تھیں اپنی معیشت پر۔‘‘

انہیں اپنے معاشی نظام کے استحکام پر بہت گھمنڈ تھا‘ لیکن ان کی خوشحالی اور ان کی مستحکم معیشت انہیں اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکی۔

﴿فَتِلۡکَ مَسٰکِنُہُمۡ لَمۡ تُسۡکَنۡ مِّنۡۢ بَعۡدِہِمۡ اِلَّا قَلِیۡلًا ؕ وَ کُنَّا نَحۡنُ الۡوٰرِثِیۡنَ ﴿۵۸﴾﴾ ’’تو (دیکھ لو!) یہ ہیں ان کے (کھنڈر بنے ہوئے) گھر‘ نہیں ہوئے ان میں رہنے والے ان کے بعد مگر بہت تھوڑے۔ اور ہم ہی (ان کے) وارث ہو کر رہے۔‘‘

آیت:۵۹ ﴿وَ مَا کَانَ رَبُّکَ مُہۡلِکَ الۡقُرٰی حَتّٰی یَبۡعَثَ فِیۡۤ اُمِّہَا رَسُوۡلًا﴾ ’’اور نہیں تھا آپ کا رب بستیوں کو ہلاک کرنے والا‘ جب تک کہ وہ ان کی مرکزی بستی میں کوئی رسول نہ بھیج دیتا‘‘

یعنی اللہ تعالیٰ کسی بستی تک دعوتِ حق پہنچائے بغیر اس پر عذاب نہیں بھیجتا۔ اس سلسلے میں اللہ ربّ العزت کا اصول اور طریقہ ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ پہلے متعلقہ قوم کی طرف باقاعدہ ایک رسول مبعوث کیا جاتا جو حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا واضح کر کے اس قوم پر حجت قائم کر دیتا۔ پھر اس کے بعد بھی جو لوگ اپنے کفر پر اَڑے رہتے انہیں عذاب کے ذریعے نیست و نابود کر دیا جاتا۔

﴿یَّتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِنَا ۚ﴾ ’’جو اُن کو پڑھ کر سناتا تھا ہماری آیات۔‘‘

﴿وَ مَا کُنَّا مُہۡلِکِی الۡقُرٰۤی اِلَّا وَ اَہۡلُہَا ظٰلِمُوۡنَ ﴿۵۹﴾﴾ ’’اور ہم ہرگز ان بستیوں کو ہلاک کرنے والے نہیں تھے مگر اس بنا پر کہ ان کے باسی ظالم تھے۔‘‘

’’ظالم‘‘ کا لفظ مشرک‘ کافر‘ گنہگار اور ظلم و ناانصافی کرنے والے‘ سب کو محیط ہے۔

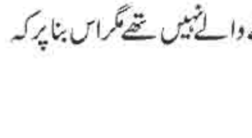

درس حدیث

تکبر سے بَری کون؟

عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ مَسۡعُوۡدٍ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اَلۡبَادِیُٔ بِالسَّلَامِ بَرِیۡءٌ مِّنَ الۡکِبۡرِ)) (شعب الایمان للبیہقی)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ’’سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے بری ہے۔‘‘

تشریح: سلام میں پہل کرنا اس بات کی علامت اور دلیل ہے کہ اس بندے کے دل میں تکبر نہیں ہے‘ اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ سلام میں پہل کرنا تکبر کا علاج ہے جو بدترین رذیلہ ہے‘ جس پر احادیث میں عذابِ نار کی وعید آئی ہے۔

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

5 تا 11 ربیع الاوّل 1446ھ جلد 33
10 تا 16 ستمبر 2024ء شمارہ 35

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: خورشید انجم

مجلس ادارت:
* رضاء الحق * فرید اللہ مروت
* وسیم احمد باجوہ * محمد رفیق چودھری

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقامِ اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک ...... 800 روپے

بیرونِ پاکستان

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

خورشید انجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحفظِ ختم نبوت - 1974ء تا 2024ء ......

7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ امسال اس عظیم الشان کامیابی کو 50 برس ہو گئے ہیں۔ اسی تناظر میں میثاق ماہ اکتوبر/نومبر 1974ء میں بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی شائع ہونے والی خصوصی تحریر کا ایک حصہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے تاکہ مملکتِ خداداد پاکستان میں ہمارے کرنے کے اصل کام کو مستحضر کیا جا سکے۔

''ہمارے نزدیک قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کا یہ فیصلہ ان 'معجزات' کے سلسلے کی تازہ ترین اور اہم ترین کڑی ہے جن کی بنا پر ہمیں یہ یقین حاصل ہے کہ پاکستان کا قیام اسلام کے احیاء اور دین حق کے اس عالمی غلبے کی خدائی اسکیم کا ایک اہم جزو ہے جس کی خبر مخبر صادق ﷺ نے دی تھی۔

کون نہیں جانتا کہ 1947ء یا اس کے لگ بھگ کا زمانہ تو دور رہا، آج تک بھی ہم قومی بیداری اور تعمیر نو کے اعتبار سے ہندوؤں کے پاسنگ تک کی حیثیت نہیں رکھتے اور کسے معلوم نہیں کہ اتحاد و تنظیم کا معاملہ ہو یا تعلیم و ترقی کا، پھر ایثار و قربانی کا معاملہ ہو یا محنت و مشقت کا، کسی بھی اعتبار سے برصغیر کے مسلمان ہرگز اس قابل نہ تھے کہ ہندوؤں کا مقابلہ کر سکتے اور ان کی خواہشات کے علی الرغم 'بھارت ماتا' کے ٹکڑے کرا لینے میں کامیاب ہو جاتے۔ گویا پاکستان کا قیام اسبابِ عادیہ کے اعتبار سے یقیناً خرقِ عادت کی قبیل سے تعلق رکھتا ہے اور احوال ظاہری کے اعتبار سے اسے ایک 'معجزہ' قرار دیے بغیر چارہ نہیں، غور فرمائیے کہ:

1۔ 1930ء سے پہلے تو کسی کے حاشیہ خیال میں بھی یہ بات نہ آ سکتی تھی کہ کل سترہ سال بعد برصغیر کے شمال مشرقی اور شمال مغربی علاقوں پر مشتمل مکمل ایک آزاد اور خود مختار مسلمان مملکت قائم ہو سکتی ہے۔ پہلی بار 1930ء میں، اپنے مشہور خطبہ صدارت (الٰہ آباد) میں علامہ اقبال مرحوم نے اس کا دھندلا سا تصور پیش کیا لیکن وہ بھی زیادہ سے زیادہ، جو کچھ کہہ سکے وہ یہ تھا کہ ہندوستان کے 'کم از کم' شمال مغربی صوبوں پر مشتمل ایک آزاد مسلمان ریاست قائم ہونی چاہیے۔ گویا کہ موجود الوقت حالات کے پیش نظر مشرقی علاقوں کا تو نام تک زبان پر لانے کی جرأت 'لسان القوم' کو نہ ہو سکی، پھر کون نہیں جانتا کہ اس وقت اس ادھورے تصور کو بھی ایک مجذوب کی بڑ اور ایک قلندر کے نعرۂ مستانہ سے زیادہ حیثیت حاصل نہ تھی۔

2۔ پھر 1940ء میں مشہور 'قرارداد پاکستان' منظور ہوئی تو اس میں بھی ہندوستان کے شمال مشرق اور شمال مغرب میں ''مسلم ریاستوں'' کا تصور پیش کیا گیا اس لیے کہ اس وقت تک یہ بات ناممکن التصور تھی کہ ان دونوں پر مشتمل 'ایک ریاست' بھی قائم ہو سکتی ہے۔ پھر کسے معلوم نہیں کہ اس 'قرارداد لاہور' کی حیثیت بھی اصلاً دو فریقوں کے مابین کسی تصفیہ طلب معاملے میں سودے بازی کے مروجہ طریقے پر ایک فریق کی جانب سے ابتداءً اونچے سے اونچے مطالبے کی تھی جس کے تسلیم کیے جانے کا کوئی امکان خود مطالبہ کرنے والے کے ذہن میں بھی نہیں ہوتا۔

3۔ یہی وجہ ہے کہ 1946ء میں مسلم لیگ نے کیبنٹ مشن پلان کو فوراً منظور کر لیا جس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ وہ ایک آزاد مسلم ریاست کے مطالبے سے کم از کم وقتی طور پر تو دستبردار ہو ہی گئی تھی، اب اسے خالص خدائی تدبیر کے سوا اور کیا سمجھا جائے کہ عین اس وقت آنجہانی پنڈت نہرو کی 'مت ماری گئی' اور ان کی ایک ہمالیہ ایسی حماقت کے نتیجے میں پاکستان ایک آزاد اور خود مختار مسلم ریاست کی حیثیت سے منصۂ شہود پر آ گیا۔ گویا اس عالم اسباب و علل میں پاکستان کے ایک کلیۃً آزاد اور خود مختار ملک کی حیثیت سے قیام کے لیے ہم اصلاً پنڈت جی کے ممنونِ احسان ہیں۔

4۔ اس پر مستزاد یہ کہ پاکستان کے قیام کا فیصلہ اس وقت ہوا جب انگلستان میں لیبر پارٹی برسر اقتدار تھی جو نہ صرف یہ کہ کبھی بھی مسلمانوں کی ہمدرد یا طرف دارانہ رہی تھی بلکہ ہمیشہ سے کانگرس کی ہمنوا اور ہم خیال رہی تھی۔ خصوصاً اس وقت کے برطانوی وزیر اعظم مسٹر اٹیلے کو جو بغض مسلم لیگ اور اس کے سربراہ و قائد محمد علی جناح (مرحوم) کے ساتھ تھا، وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔

ان حقائق کی روشنی میں غور کیجئے تو کیا پاکستان کا قیام کسی حساب کتاب میں آنے والا معاملہ نظر آتا ہے؟ اور کیا اس

میں کوئی مبالغہ ہوگا اگر یہ کہا جائے کہ پاکستان ایک خالص خدائی تدبیر کے طور پر قائم ہوا اور اس کے قیام کا فیصلہ زمین پر نہیں آسمان پر ہوا۔ اور گویا اسے مسلمانانِ ہند نے قائم نہیں کیا بلکہ یہ ان پر 'اُوپر' سے ٹھونسا گیا۔

مزید غور فرمایئے کہ 1962ء میں سابق صدر ایوب خان (مرحوم) نے جبکہ وہ پاکستان میں ہر اعتبار سے 'کوسِ لمن الملک' بجا رہے تھے اور گویا پورے پاکستان کے سیاہ و سفید کے تنہا مالک و مختار تھے، امریکی دباؤ کے تحت بھارت کو 'مشترکہ دفاع' کی پیش کش کی! اب ظاہر ہے کہ مشترکہ دفاع کا لازمی مطلب مشترک خارجہ پالیسی بھی ہے، اور چونکہ آج کل بجٹ کا اکثر حصہ دفاعی اخراجات ہی پر صرف ہوتا ہے لہٰذا اس کا لازمی نتیجہ مشترک بجٹ بھی ہے تو کیا اس کے یہ معنی نہیں کہ اس وقت پاکستان کے ذمہ دار ترین شخص نے پاکستان کی آزادی اور خود اختیاری کو چاندی کی طشتری میں رکھ کر بھارت کی خدمت میں پیش کر دیا تھا؟ اور اگر صدر ایوب (مرحوم) کو ملت اسلامیہ پاکستان کا ترجمان قرار دیا جائے تو کیا اس سے یہ مطلب نکالنا غلط ہوگا کہ ملت اسلامیہ پاکستان نے گویا دوبارہ ایک کلیۃً علیحدہ اور خود مختار پاکستان سے دستبرداری اختیار کرتے ہوئے پھر کیبنٹ مشن پلان ہی کی جانب رجعت اختیار کر لی تھی۔ یہ دوسری بات ہے کہ پھر اسی 'خدائی تدبیر' کا ظہور ہوا اور دوبارہ ان ہی پنڈت نہرو کی 'عقل ماری گئی' اور انہوں نے اس پیش کش کو نہایت حقارت کے ساتھ ٹھکرا کر گویا پاکستان کی آزادی اور خود اختیاری کی از سرِ نو توثیق کر دی۔

تو کیا کسی شک و شبہ کی گنجائش ہے اس میں کہ پاکستان کا ایک آزاد اور خود مختار ملک کی حیثیت سے برقرار رہنا بھی ہماری کوشش سے نہیں بلکہ خالص خدائی فیصلے کے تحت ہے جو 'اوپر' سے مسلط ہوتا ہے۔ ﴿يُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الۡاَرۡضِ﴾ (السجدۃ:5)

1965ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران پھر اس امر کے ناقابلِ تردید شواہد ملے کہ پاکستان کا بقا آسمان والے ہی کو مطلوب ہے ورنہ جس طرح بھارتی افواج حملہ آور ہوئی تھیں اور واہگہ کی سرحد عبور کر کے بلا روک ٹوک لاہور کی جانب بڑھ رہی تھیں، واقعہ یہ ہے کہ اس عالمِ اسباب کے اعتبار سے تو سقوطِ لاہور، طے شدہ ہی تھا، یہی وجہ ہے کہ بی بی سی، سے اس کی 'خبر' بھی نشر ہوگئی۔ اب یہ 'معجزہ' نہیں تو اور کیا ہے کہ بھارتی افواج ہی کے دلوں میں وسوسہ پیدا ہوا اور انہیں یہ خوف لاحق ہوگیا کہ کہیں ہمیں کسی خوفناک گھیرے میں تو نہیں لیا جا رہا؟ چنانچہ وہ ٹھٹک کر رک گئیں اور اسی شش و پنج میں وقت گزر گیا اور شام کو لاہور جم خانہ میں دادِ عیش دینے کے سارے منصوبے دھرے رہ گئے۔ غور کا مقام ہے کہ کیا یہ ﴿سَنُلۡقِىۡ فِىۡ قُلُوۡبِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا الرُّعۡبَ﴾ (آل عمران:151) کی بیّن مثال نہیں اور کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ پاکستان کا قیام اور بقا اللہ تعالیٰ کی کسی طویل المیعاد سکیم کی اہم کڑی ہے؟

یہ ٹھیک ہے کہ 1971ء میں ہمیں اپنے کرتوتوں کی سزا بھی ملی۔ اور ﴿لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ وَلَئِنۡ كَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِىۡ لَشَدِيۡدٌ ۝﴾ (ابراہیم) کے اٹل قانون کے تحت اللہ تعالیٰ کے احسانات کی ناقدری پر عذابِ شدید کا ایک کوڑا بھی ہماری پیٹھ پر پڑا۔ لیکن غور کا مقام ہے کہ ایک طرف تو اس موقع پر بھی اللہ تعالیٰ نے ہم سے صرف وہ چیز چھینی جو خالصتاً 'فضل خداوندی' کے حکم میں تھی جس کا تصور تک بھی ہم 1946ء سے قبل نہ کر سکتے تھے چنانچہ 1930ء میں تو اس کا ذکر تک بھی زبان پر نہ لا سکے اور 1940ء میں ذکر کیا بھی تو ایک علیحدہ ریاست کی حیثیت سے اور دوسری طرف واقعہ یہ ہے کہ اس موقع پر بھی مغربی پاکستان کا تحفظ اللہ تعالیٰ نے خالص معجزانہ طریق پر کیا۔ کوئی حقائق و واقعات سے بالکل ہی صرفِ نظر کر لے تو دوسری بات ہے ورنہ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ اگر سابق صدر نکسن نے روسی وزیراعظم مسٹر کوسیگن کو واضح الٹی میٹم نہ دے دیا ہوتا اور 'آسمان ماسکو' سے نازل شدہ 'وحی' کی 'پیروی' میں مسز اندرا گاندھی نے جنگ بندی کا 'یک طرفہ اعلان' نہ کر دیا ہوتا تو جس طرح ہمارے حوصلے پست ہو چکے تھے اور سوائے ایک سیکٹر کے پورے بری محاذ پر بھی ہمارا دفاع بالکل مجروح اور شکستہ (Shatter) ہو چکا تھا، رہی ایئر فورس اور نیوی تو وہ دونوں تو گویا بالکل ہی مفلوج بلکہ معدوم کے حکم پر آ چکی تھیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ قوم کو سرے سے کوئی قیادت حاصل نہ تھی اور اُدھر بھارت کا حوصلہ (Morale) آسمان سے باتیں کر رہا تھا اور سقوطِ مشرقی پاکستان کے بعد اب وہ بالکل یکسو ہو کر اپنی ساری جنگی قوت کا رُخ مغربی پاکستان کی جانب پھیر سکتا تھا اور اسبابِ ظاہری کے اعتبار سے حقیقت یہ ہے کہ مغربی پاکستان بھارت کے لیے چند دن کی مار سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا تھا۔

اب ذرا غور کیجئے کہ اگر 'خدانخواستہ' اس وقت سابق صدر نکسن یہ چند دن گومگو اور تذبذب کے عالم اور (Indecision) کی کیفیت میں گزار دیتا اور امریکی رائے عامہ اور کانگریس کے غالب رجحان کے پیش نظر یہ صورت ہرگز بعید از امکان نہیں بلکہ عین قرین قیاس تھی، تو کیا ہوتا؟ اب جن کور باطنوں کو یہ معلوم ہی نہ ہو کہ انسانوں کے دل ((بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ)) (حدیث) ہیں اور وہ ان کو جدھر چاہتا ہے پھیر دیتا ہے اور ان کا معاملہ تو دوسرا ہے لیکن جن کی باطن کی آنکھ بھی کسی قدر کھلی ہوئی ہو انہیں تو پورے معاملے میں تدبیر الٰہی ہی کارفرما نظر آتی ہے اور ﴿وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمۡرِهٖ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝۲۱﴾ (سورۃ یوسف) ہی کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

متذکرہ بالا تمام شواہد کا مفاد تو اسی قدر ہے کہ پاکستان کا قیام بھی ایک "معجزہ" تھا اس کا لگ بھگ ایک ربع صدی تک اپنی کامل حالت میں برقرار رہ جانا بھی ایک "معجزہ" تھا اور اب اس مغربی پاکستان کا بچ جانا بھی، جسے عام طور پر ناقدری میں 'بچا کھچا پاکستان' کہہ دیا جاتا ہے، ایک 'معجزہ' ہی ہے لیکن قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے تاریخی فیصلے کی صورت میں جو تازہ ترین 'معجزہ' ظاہر ہوا ہے اس نے تو یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس ملک کا نہایت گہرا تعلق دین و مذہب کے ساتھ ہے اور دستِ قدرت نے اسلام اور پاکستان کے مابین ایک ایسے مضبوط رشتے کی گرہ باندھ دی ہے جسے کھولنا کسی کے لیے ممکن نہیں۔ اس کے ساتھ ہی اگر پاکستان کے وجود میں آنے کا پورا عمل (Genesis) اور اس کی ستائیس سالہ تاریخ کے دوران میں ظاہر ہونے والے وہ شواہد بھی پیش نظر رہیں جن کا اجمالی تذکرہ اُوپر ہوا تو اس نتیجے تک پہنچنے میں کوئی دشواری باقی نہیں رہتی کہ درحقیقت پاکستان کا قیام اور بقا احیائے اسلام اور غلبۂ دینِ حق کے طویل المیعاد خدائی منصوبے کا اہم جزو ہے۔

اس لیے کہ بیسویں صدی عیسوی کے اس ربع آخر کے قریب، جبکہ پورے کرۂ ارضی پر الحاد کا کامل تسلط ہے اور پورے عالم انسانی میں لادینیت کا دور دورہ ہے نتیجتاً 'ریاست' اور 'مذہب' دو بالکل جدا اور ایک دوسرے سے کلیۃً آزاد اداروں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ایک گروہ کی حیثیت کا تعین خاص مذہبی بنیادوں پر ہونا اس کے بغیر ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی خاص خدائی تدبیر ہی کارفرما ہو اور قدرت کا کوئی 'عظیم منصوبہ' ہی اس سے وابستہ ہو۔

ہمارے نزدیک اس کی واحد توجیہ یہ ہے کہ دراصل پاکستان کو اس 'وسیع اور ہمہ جہتی احیائی عمل' میں ایک اہم مقام حاصل ہے جو اس صدی کے ربع اول کے بعد سے اس وقت شروع ہوا جب امت مسلمہ کا زوال و انحطاط انتہا کو پہنچ گیا اور قانونِ قدرت کے عین مطابق 'جذر' کی انتہا کے بعد حالات کا رُخ 'مد' کی جانب مڑ گیا۔''

خاتم الانبیاء ﷺ کی پانچ شانیں اور ختم نبوت کے بعد ہماری ذمہ داریاں

(سورۃ الاحزاب کی آیات 45 اور 46 کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس، کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 30 اگست 2024ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

سپریم کورٹ آف پاکستان کی جانب سے قادیانیت کے متعلق تازہ فیصلہ پریشان حال اُمت اور خاص طور پر مسلمانان پاکستان کے لیے تازہ ہوا کے ایک جھونکے کی مانند ہے۔ سچ بات تو یہ ہے کہ عقیدہ ختم نبوت پر کوئی بھی مسلمان سمجھوتہ نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے دفاع میں عام پاکستانی مسلمان سے لے کر پارلیمنٹ کے اراکین تک ہر طبقہ اور ہر سطح کے مسلمان نے اپنا کردار ادا کیا، خاص طور پر علماء کرام، دینی طبقات اور مذہبی جماعتوں نے سپریم کورٹ کی رہنمائی میں اہم ترین کردار ادا کیا۔ ختم نبوت ہمارے ایمان کا حصہ ہے اس لیے اس حوالے سے ہر مسلمان کے اندر حساسیت ہونی بھی چاہیے۔ البتہ عقیدہ ختم نبوت کا جہاں تحفظ اہم ہے وہیں اس کے کچھ لازمی نتائج اور تقاضے بھی ہیں۔ وہ بھی ہمارے سامنے رہنے چاہئیں۔ ایک لازمی نتیجہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد اب کوئی کتاب نازل ہوگی اور نہ ہی پیغمبر آئیں گے۔ اب قیامت تک کے لیے قرآن ہی ہدایت کا ذریعہ ہے اور رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات ہی اُسوۂ حسنہ ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اب انسانوں تک یہ ہدایت اور رہنمائی پہنچے گی کیسے؟ پہلے انبیاء آتے تھے، رسول آتے تھے اور اللہ کا پیغام لوگوں کو پہنچاتے تھے۔ ختم نبوت کے بعد لوگوں تک حق کا پیغام پہنچانا، اللہ کے دین کی دعوت دینا، اللہ کے دین کی گواہی پیش کرنا، اللہ کے دین کو قائم کر کے دنیا کے سامنے بہترین نظام کا نمونہ پیش کرنا قیامت تک کے لیے اس امت کے ذمہ ہے۔ یہ ہے ختم نبوت کے عقیدے کا عملی پہلو جس کی طرف ہماری توجہ کم ہے۔ یعنی ختم نبوت کے عقیدے کا عملی تقاضا یہ ہے کہ وہ اُمت جو نبی اکرم ﷺ کو اللہ کا آخری رسول مانتی ہے وہ اب آپ ﷺ کے مشن کو لے کر آگے بڑھے اور ان ذمہ داریوں کو ادا کرے جو آپ ﷺ کے ذمہ تھیں۔ آج اسی حوالے سے ہم سورۃ الاحزاب کی آیات 45 اور 46 کا مطالعہ کریں گے جن میں آپ ﷺ کی پانچ اہم ترین ذمہ داریوں کا ذکر آتا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ وہ کون کون سی ذمہ داریاں ہیں۔ سب سے پہلے فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿٤٥﴾﴾ (الاحزاب) ”اے نبی! یقیناً ہم نے بھیجا ہے آپ کو گواہ بنا کر اور بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا۔“

گواہ بنا کر بھیجا گیا

سب سے پہلی بات یہ سمجھ لیجئے کہ گواہی کیا ہے۔ ہم کلمہ شہادت میں یہ گواہی دیتے ہیں: (اشھد ان لا الٰہ الا اللہ) ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔“

مرتب: ابو ابراھیم

اسی طرح ختم نبوت کا تقاضا ہے کہ ہم اللہ کے دین کی بھی گواہی دیں۔ اس معنی میں حضور ﷺ کے لیے شہید کا لفظ بھی قرآن میں آتا ہے اور اس اُمت کو شہداء اسی معنی میں کہا گیا:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۭ﴾ (البقرہ 143) ”اور (اے مسلمانو!) اسی طرح تو ہم نے تمہیں ایک اُمت وسط بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔“

اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کے دین کو قائم کر کے اس امت پر گواہی پیش کر دی۔ ختم نبوت کے بعد اب اس امت کی ذمہ داری ہے کہ وہ بھی اللہ کے دین کو قائم کرنے کی جدوجہد کر کے دوسرے لوگوں پر گواہی پیش کرے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے کئی اعتبارات سے یہ گواہی (شہادت) پیش کی۔ مثال کے طور پر:

1۔ آپ ﷺ نے اپنے قول سے اللہ کے دین کی گواہی پیش کی۔ قرآن حکیم کی ہزاروں آیات آپ ﷺ پر نازل ہوئیں اور ہزاروں مرتبہ جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور قرآن حکیم کے علاوہ بھی رسول اللہ ﷺ پر وحی آتی رہی۔ یہ حق کی گواہی اپنی زبان مبارک سے بھی آپ ﷺ نے پیش کی، خواہ اس میں ایمانیات کی دعوت ہو، عبادات کی دعوت ہو یا اخلاقیات کی دعوت ہو۔ دنیا اگر کفر و شرک کے راستے پر تھی تو آپ ﷺ نے توحید کی بات کی، دنیا اگر باطل کے راستے پر بھی تھی تو آپ ﷺ نے حق بات بیان کی۔ دنیا اگر بے حیائی کی دعوت پر جارہی تھی تو آپ ﷺ نے حیا کی دعوت دی۔ اسی طرح آپ ﷺ نے ہر معاملہ میں اور ہر سطح پر اپنی زبان مبارک سے بھی حق کی گواہی پیش کی۔

2۔ جو گواہی آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے پیش کی اس کا عملاً ثبوت بھی پیش کیا۔ خواہ وہ عبادات کا اہتمام ہو، خواہ وہ اخلاقی رویوں کا مظاہرہ ہو، خواہ وہ معاملات کی درستگی کا معاملہ ہو، لین دین کے معاملات ہوں، خوشی غمی کے مواقع ہوں۔ یعنی جو بھی اللہ کے دین کے تقاضے تھے وہ آپ ﷺ نے عملی طور پر پورے کر کے امت کے سامنے شہادت پیش کر دی۔ یعنی آپ ﷺ کی ذات دین کا عملی نمونہ تھی۔ اس لیے قرآن میں یہ حکم دیا گیا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ”(اے مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ ہے۔“ (احزاب:21)

بہت مشہور حدیث ہے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ تہجد کی نماز میں ایک تہائی رات، آدھی رات اور بعض اوقات دو تہائی رات قیام اللیل کا اہتمام فرماتے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پیر سوج جاتے۔ عرض کی جاتی اے اللہ

کے رسول ﷺ! آپ تو خطاؤں سے پاک ہیں اور بخشے بخشائے ہیں۔ آپ ﷺ اتنی محنت کیوں فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((افلا اکون عبدًا شکورًا)) ''کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔''

یہ ہے اللہ کے ساتھ تعلق کی مثال۔ غزوہ احزاب میں ایک صحابی آ کر عرض کرتے ہیں یارسول اللہ ﷺ بھوک کی شدت ہے، میں نے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے اپنی قمیص مبارک ہٹا کر دکھائی تو وہاں دو پتھر باندھے ہوئے تھے۔ یعنی آپ ﷺ نے اپنے کردار سے بھی ایک مثالی نمونہ پیش کیا۔

3۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے فقط ذاتی کردار میں دین کو پیش نہیں کیا بلکہ ایک انقلابی جماعت تیار کر کے اس کو مشقتوں اور مصائب کے مراحل سے گزار کر کندن بنایا (مکہ مکرمہ کے 13 برس ذہن میں رکھیے)، پھر اس کو غزوۂ بدر کے میدان میں اللہ کے حکم سے اتارا۔ 23 برس کی جدوجہد، قربانیوں اور شہادتوں کے بعد اللہ کے دین کو بالفعل قائم و نافذ کر کے دکھایا۔ یعنی یہ گواہی حضور ﷺ نے ایک اجتماعی جدوجہد کے ذریعے ایک عادلانہ نظام قائم کر کے بھی پیش کی ہے۔ ختم نبوت کے بعد اس اُمت کی ذمہ داری ہے کہ وہ بھی ان تینوں اعتبارات سے اللہ کے دین کی گواہی پیش کرے۔

بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا

فرمایا: ﴿ وَمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴾ (الاحزاب) ''اور بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا۔''

یہ تمام پیغمبروں کی بھی بنیادی ذمہ داری تھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ﴾ (النساء:165) ''یہ رسول (بھیجے گئے) بشارت دینے والے اور خبردار کرنے والے بنا کر تاکہ نہ رہ جائے لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلے میں کوئی حجت (دلیل) رسولوں کے آنے کے بعد۔''

جو لوگ پیغمبر کی دعوت کو قبول کریں، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی روش پر آ جائیں، انہیں اللہ کی رضا، اللہ کی جنت کی بشارت دینا اور جو لوگ حق کا انکار کریں، پیغمبر کی دعوت کو رد کریں، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے فرار اختیار کریں، انہیں اللہ کے غضب اور جہنم کے عذاب سے ڈرانا بھی اللہ کے پیغمبروں کی ذمہ داری میں شامل تھا۔ ختم نبوت کے بعد یہ ذمہ داری بھی اس امت کے کندھوں پر ہے۔ اس کا اولین ذریعہ خود قرآن کریم ہے۔ سورہ مریم کے آخر میں بیان ہے:

﴿فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴾ (مریم) ''تو ہم نے آسان کر دیا ہے اس (قرآن) کو آپ کی زبان میں' تاکہ آپ بشارت دیں اس کے ساتھ متقین کو اور خبردار کریں اس کے ساتھ جھگڑالو قوم کو۔''

اللہ کے رسول ﷺ نے بشارت اور انذار کی یہ ذمہ داری قرآن مجید کے ذریعے ادا کی۔ ختم نبوت کے بعد اس امت کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو قرآن کے ذریعے تعلیم دے۔ قرآن میں بشارت اور انذار کے پہلو، جنت اور جہنم کا تذکرہ بار بار آ رہا ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ میں یہ تعلیم بار بار آتی ہے۔ لہٰذا اگر ہماری دعوت میں قرآن و حدیث شامل ہوں گے تو بشارت اور انذار کی ذمہ داری ادا کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔

اللہ کے اذن سے دعوت دینے والا

اگلی آیت میں فرمایا: ﴿وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴾ ''اور اللہ کی طرف بلانے والا اس کے حکم سے اور ایک روشن چراغ بنا کر۔'' (سورۃ الاحزاب)

پہلی بات تو یہ ہے اللہ کے پیغمبر اللہ کے نمائندے تھے، اللہ کی طرف سے بھیجے گئے اور اللہ نے ہی ان کو دعوت الی اللہ کا منصب سونپا تھا۔ لہٰذا پیغمبر کی دعوت کوئی عام دعوت نہیں تھی۔ جیسے کسی فنکشن کی دعوت ہوتی ہے یا شادی بیاہ کی دعوت ہوتی ہے کہ دل کیا تو چلے گئے ورنہ کوئی طوفان نہیں آ جائے گا۔ اللہ کے پیغمبر کی دعوت پر لبیک نہ کہنے کا مطلب ہمیشہ ہمیش کی بربادی اور دائمی جہنم ہے۔

ختم نبوت کے بعد دعوت الی اللہ کی ذمہ داری اس امت کے کندھوں پر ہے۔ یہ صرف علماء اور دینی جماعتوں

پریس ریلیز 6 ستمبر 2024ء

عقیدۂ ختم نبوت پر ایمان اور اس کا تحفظ ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے

شجاع الدین شیخ

عقیدۂ ختم نبوت پر ایمان اور اس کا تحفظ ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے یوم تحفظ ختم نبوت کے 50 سال مکمل ہونے پر اپنے خصوصی پیغام میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ 7 ستمبر 1974ء کا دن ہماری قومی اور ملی تاریخ میں خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اس دن مسلمانان پاکستان کے دیرینہ مطالبہ پر اُس وقت کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو جمہوری اور پارلیمانی بنیادوں پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تاریخ ساز فیصلہ دیا۔ امیر تنظیم نے کہا کہ ہمارے حکمرانوں کو اچھی طرح قادیانیوں اور دیگر غیر مسلموں کے فرق کو سمجھ لینا چاہیے۔ قادیانی ایک خودساختہ جھوٹے نبی کے پیروکار ہیں اور خود کو اصلی مسلمان قرار دے کر مسلمانوں کے عقیدۂ ختم نبوت پر بدترین ضرب لگاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ 1974ء میں قادیانیوں کے ربوہ اور لاہوری گروپوں کے سربراہان کو پارلیمان کے سامنے اپنے عقائد اور جماعتی موقف پیش کرنے کا بھرپور موقع دیا گیا تھا تاکہ وہ اپنے مسلمان ہونے کے دعوے کو ثابت کر سکیں۔ لیکن 13 دن کی جرح کے دوران قادیانیوں کے سربراہان اپنے گروہوں کو مسلمانوں کا حصہ ثابت کرنے میں بری طرح ناکام رہے۔ جس پر انہیں غیر مسلم قرار دیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ پارلیمان اور عوام الناس کو قادیانیوں کی اصل حقیقت سے آگاہ کرنے کے حوالے سے علماء کرام نے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ اس کی تازہ مثال مبارک ثانی قادیانی کیس ہے، جس میں دینی جماعتوں، علماء کرام، ملک بھر کی بار ایسوسی ایشنز، وکلاء حضرات، پارلیمان میں موجود عوامی نمائندگان اور خود عوام نے نہ صرف سپریم کورٹ کے سابقہ دونوں فیصلوں میں شرعی، آئینی اور قانونی غلطیوں کی جانب معزز جج صاحبان کی بھرپور انداز میں توجہ دلائی بلکہ ایک پُرامن اور موثر تحریک کا سا سماں باندھا جو یقیناً قابل تحسین ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ سپریم کورٹ مبارک ثانی قادیانی کیس کا تفصیلی فیصلہ جلد از جلد جاری کرے۔ اُنہوں نے کہا کہ قادیانیوں کے یہود و ہنود کے ساتھ گٹھ جوڑ اور پاکستان دشمن عزائم کسی سے ڈھکے چھپے نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حکومت کو قادیانیوں کی شناخت کرنے اور اُن کی سرگرمیوں کو آئینی و قانونی حدود میں رکھنے کے لیے موثر لائحہ عمل ترتیب دینا ہوگا۔ قادیانیوں کی جانب سے آئین اور قانون کی خلاف ورزی کی صورت میں سخت اقدامات کیے جائیں بصورتِ دیگر عام مسلمانوں کے جوابی ردِعمل کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اُنہوں نے زور دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان کے عوام و خواص کو آج اور مستقبل میں ختم نبوت اور ناموس رسالت پر پہرہ دینا ہوگا۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

کا کام نہیں ہے بلکہ امت کے ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ خود بھی دین پر عمل پیرا ہو اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دے۔ ویسے بھی ہر شخص اپنے عمل سے کوئی نہ کوئی دعوت دے رہا ہے۔ گزشتہ جمعہ کو بھی ایک مثال بیان ہوئی تھی کہ چار دوست کسی کام میں مشغول ہیں۔ اذان کی آواز آ گئی۔ ایک اُٹھ کر نماز کے لیے چلا گیا، باقی تین بیٹھے رہے۔ ایک نے نماز کی اہمیت کی دعوت اپنے عمل سے پیش کر دی جبکہ باقی تین نے نماز پر دنیوی کام کو ترجیح دینے کی دعوت پیش کر دی۔ اسی طرح ہر شخص اپنے عمل سے خاموش دعوت پیش کر رہا ہے لہٰذا ہم میں سے ہر ایک کو اپنے باطن میں جھانک کر دیکھنا چاہیے کہ ہم اپنے عمل سے کس قسم کی دعوت پیش کر رہے ہیں۔ روزانہ کئی گھنٹے ہم سوشل میڈیا پر گزارتے ہیں اور جو کچھ شیئر کرتے ہیں، اس سے ہم لوگوں کو کیا دعوت دے رہے ہیں اور روزِ قیامت کیا جواب دیں گے۔

دعوت کے حوالے سے دینی طبقات میں بھی کئی مسائل اور مشکلات ہیں۔ کہیں اپنے فرقے کی دعوت ہے، کہیں اپنے شیخ کی دعوت ہے، کہیں پیر صاحب کی دعوت ہے۔ پھر کہیں دین کے نام پر مناظرے کرنا، لغو زبان استعمال کرنا، ایک دوسرے کی پگڑیاں اچھالنا اور سلف صالحین پر تنقید کرنا بھی ایک ایسا عمل ہے جس سے لوگ متنفر ہو رہے ہیں۔ لہٰذا برائے مہربانی دین کی دعوت دیں، اپنے فرقے کی دعوت نہ دیں۔ آپ لوگوں کو نماز کی دعوت دیں اور پڑھنے والوں کو بشارت دیں اور چھوڑنے والوں کے لیے قرآن وحدیث کی روشنی میں انذار کریں۔ پھر جن باتوں پر امت کا اتفاق ہے ان کی دعوت کو ترجیح دیں۔ اگر آپ اختلافی اور فروعی مسائل چھیڑیں گے تو دعوت کا عمل متاثر ہو جائے گا۔ مثال کے طور پر سچ بولنا، نماز پڑھنا، والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، حرام سے بچنا، غیبت سے بچنا، وعدہ پورا کرنا، پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور اس طرح کے دیگر دینی امور ہیں جن میں کسی کو اختلاف نہیں ہے، ان کی دعوت دیں۔ اسی طرح آپ جب دعوت دیں تو اچھی اور پسندیدہ بات کریں۔ قرآن پاک میں فرمایا:

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ﴾ (حم السجدہ:33)
''اور اُس شخص سے بہتر بات اور کس کی ہوگی جو بلائے اللہ کی طرف''

آگے یہ بھی فرمایا: ﴿وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ ''اور وہ نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔''

یعنی اپنا تعارف اسلام والا کروائے فرقہ واریت والا نہ کروائے۔ دعوت کا مقصد اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلانا ہو، فرقہ کی طرف یا کسی اور شخصیت کی طرف بلانا نہ ہو۔

دعوت کے حوالے سے ایک اور اہم بات یہ بھی ہے کہ ہر مسلمان عالم، مفتی، خطیب، امام نہیں بن سکتا مگر داعی بننا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے اور یہ عقیدہ ختم نبوت کا عملی تقاضا ہے کیونکہ اس امت کو کھڑا ہی اسی لیے کیا گیا ہے۔ فرمایا:
''تم وہ بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے، تم حکم کرتے ہو نیکی کا، اور تم روکتے ہو بدی سے، اور تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر۔'' (آل عمران:110)

جو بھی شخص یہ فریضہ سرانجام دے گا تو وہ امتی ہے ورنہ امتی نہیں ہے۔ بخاری شریف میں حدیث ہے: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((بلغوا عنی ولو آیة)) میری طرف سے لوگوں کو پہنچاؤ چاہے ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔ یعنی جس قدر کسی کو دین کا علم ہے وہ اس کو آگے پہنچائے۔ والد ہے تو گھر والوں کو دین سکھائے، بھائی ہے تو بہن کو، ماں ہے تو وہ اپنی استطاعت اور استعداد کے مطابق بچوں کو سکھائے، بیوی ہے تو شوہر کو، بہن ہے تو بھائی کو توجہ دلائے۔ حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کا واقعہ یاد کیجئے۔ جب معلوم ہوا کہ بہن اور بہنوئی دونوں اسلام لا چکے ہیں تو جا کر دونوں پر سختی کی۔ بہن نے استقامت کا مظاہرہ کیا اور کہا عمر! چاہے جان سے مار دو لیکن ہم اللہ کا دین نہیں چھوڑیں گے۔ حضرت عمرؓ کا دل نرم پڑ گیا۔ کہا اچھا جو کچھ تم پڑھ رہے تھے مجھے بھی سناؤ۔ بہرحال انہیں سورہ طٰہٰ سنائی گئی تو ان کی زندگی بدل گئی۔ دیکھئے کہ مسلمانوں کے عظیم خلیفہ کے قبول اسلام کا ذریعہ ان کی بہن بن رہی ہے۔ اس لیے دعوتِ دین کے لحاظ سے ہر مسلمان کا کردار اہم ہے، یہ ہر مسلمان کے ذمہ بھی ہے اور خود اس کے لیے بھی اور دوسروں کے لیے نجات کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے دعا فرمائی کہ اللہ اس بندے کو خوش وخرم اور تروتازہ رکھے جس نے مجھ سے دین کی کوئی بات سنی اور پھر اس کو ایسے ہی دوسروں تک پہنچایا۔ اندازہ کیجئے کہ جس کو حضور ﷺ کی دعا ہو کیا وہ دنیا اور آخرت میں کامیاب نہ ہوگا؟

آج ہم دنیا جہاں کا گند سوشل میڈیا پر شیئر کر رہے ہوتے ہیں۔ ذرا سوچئے ہم کس چیز کی دعوت دے رہے ہیں؟ کیا ہم سچے اُمتی ہیں؟ جبکہ بحیثیت اُمتی ہماری ذمہ داری تو یہ ہے کہ ہم دین کی دعوت کو دوسروں تک پہنچائیں۔ اللہ نے اس دور میں اتنی آسانیاں دے رکھی ہیں۔ مسلم معاشرہ ہے، مساجد اور مدارس ہیں، دروس قرآن ہیں، رجوع الی القرآن کورسز ہیں۔ ہم دین سیکھ سکتے ہیں اور بڑی آسانی سے لوگوں تک پہنچا بھی سکتے ہیں۔ اگر یہ کام ہم کریں گے تو سچے اُمتی کہلائیں گے اور اگر یہ کام نہیں کر رہے تو ہم اُمتی قرار نہیں پائیں گے۔ ذرا سوچئے روزِ محشر ہم کیسے حضور ﷺ کی شفاعت کے طالب ہوں گے؟

دعوت الی اللہ کے موضوع پر ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا بہت مشہور کتابچہ اسی عنوان سے ہے۔ اس میں انہوں نے بڑی خوبصورت بات کی ہے کہ آج امت اپنے سب سے بڑے مشن کو بھول کر چھوٹے چھوٹے فروعی مسائل میں اُلجھی ہوئی ہے۔ کوئی کہتا ہے ہاتھ سینے پر باندھو، کوئی کہتا ہے ناف پر باندھو، کوئی کہتا ہے ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھو۔ حالانکہ ان میں سے کوئی بھی طریقہ اختیار کر لو نماز ہو تو جائے گی۔ کبھی ایک عمل حضور ﷺ نے کیا اور بعد میں نہیں کیا۔ مثال کے طور پر حضور ﷺ جنازہ کے ساتھ جاتے تھے۔ بعد میں رُک گئے کہ امت فرض نہ سمجھ لے۔ اسی طرح حضور ﷺ کی بعض سنتیں متواتر ہیں بعض نہیں ہیں۔ لیکن حضور ﷺ کی 23 برس کی سب سے بڑی اور سب سے متواتر سنت اقامت دین کی جدوجہد ہے، اس کی دعوت لوگوں کو کیوں نہیں دیتے جس میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔

سراجاً منیرا

آپ ﷺ کی نبوت روشن چراغ کی مانند ہے جو قیامت تک روشن رہے گا۔ آپؐ کی رسالت سے قیامت تک نورِ ہدایت پھیلتا رہے گا۔ آسمان کے سورج کی حرارت سے بعض لوگوں کو راحت ملتی ہے اور بعض کے لیے معاملہ پریشان کن بھی ہو جاتا ہے کیونکہ کہیں گرمی اور کہیں سردی ہے مگر حضور ﷺ کی رسالت اور اُسوہ میں ہر کسی کے لیے راحت ہی راحت ہے، فائدہ ہی فائدہ ہے کیونکہ آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ فرمایا:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ (الانبیاء)
''اور (اے نبی ﷺ!) ہم نے نہیں بھیجا ہے آپ کو مگر تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر۔''

ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے اس رحمت کا صندوق (قرآن وحدیث کی شکل میں) مسلم امت کے پاس ہے مگر آج اُمت نہ تو خود اس سے فائدہ اٹھا رہی ہے اور نہ دنیا کو فائدہ پہنچا رہی ہے۔ جیسے ہیرے جواہرات کے صندوق پر سانپ کنڈلی مار کر بیٹھا ہو۔ نہ تو خود ہیرے جواہرات سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور نہ دوسروں کو اٹھانے دیتا ہے۔ اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ کی لائی ہوئی ہدایت کی کسٹوڈین یہ اُمت ہے لیکن آج دنیا کے سامنے

اس کو ہم present نہیں کر پا رہے ہے۔ اسی وجہ سے ذلت اور رسوائی ہمارا مقدر بنی ہوئی ہے۔ بقول اقبال ؎

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

بہرحال ان پانچ باتوں کی شہادت اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے قول سے بھی دی اور اپنے عمل اور کردار سے بھی ان کی شہادت پیش کی ۔ انقلابی جدوجہد برپا کر کے اللہ کے دین کو قائم کر کے بھی گواہی دی اور ایک گواہی آخرت میں آپ ﷺ نے دینی ہے۔ جہاں اللہ تمام رسولوں سے بھی پوچھے گا اور تمام امتوں سے بھی پوچھے گا:

''پس ہم لازماً پوچھ کر رہیں گے ان سے بھی جن کی طرف ہم نے رسولوں کو بھیجا اور لازماً پوچھ کر رہیں گے رسولوں سے بھی۔'' (الاعراف:6)

اللہ کے رسول تو دنیا میں گواہی دے کر بھی گئے اور گواہی لے کر بھی گئے اور اللہ کو گواہ بنا کر گئے ۔ یاد کیجئے ! حجۃ الوداع کے موقع پر حضور ﷺ نے کیا فرمایا تھا:

((الاھل بلغت)) ''کیا میں نے تم تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟''

تمام صحابہ کرام ؓ نے یک زبان ہو کر گواہی دی : یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ نے حق نصیحت، حق وصیت، حق امانت ادا فرما دیا۔ تب حضور ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ مبارک کی انگشت شہادت کو آسمان کی طرف بلند کر تین مرتبہ کے فرمایا:

((اللھم اشھد)) ''اے اللہ! تو گواہ رہ، یہ گواہی دے رہے ہیں کہ میں نے پہنچا دیا۔''

اس طرح حضور ﷺ تو گواہی دے بھی گئے ، لے بھی گئے اور اللہ کو بھی گواہ بنا گئے ۔ کل اگر آپ ﷺ اللہ کے حضور فرما دیں کہ اے اللہ! میں نے تو اپنا فرض پورا کیا، اب امت کے لوگوں سے پوچھئے ، کیا انہوں نے اپنا فرض ادا کیا ؟ ذرا سوچئے ! اس وقت ہم کیا جواب دیں گے؟ ہم سمجھ بیٹھے ہیں کہ جمعہ کی دو رکعت پڑھ لیں ، پنج وقتہ نماز پڑھ لی ، رمضان کے روزے رکھ لیے ، حج اور عمرہ ادا کر لیے تو بس دین پورا ہو گیا اور حضور ﷺ کی سنت کے تقاضے پورے ہو گئے ۔ حضور ﷺ کی 23 برس کی سب سے بڑی اور سب سے متواتر سنت پر ہمارا کتنا عمل ہے؟ کیا ختم نبوت کے بعد یہ ذمہ داری ہم پر عائد نہیں ہوتی ؟ کیا اقامت دین کی جدوجہد حضور ﷺ کی زندگی کی سب سے بڑا سنت نہیں ہے ؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور ﷺ کا سچا امتی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

❁❁❁

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(29 اگست تا 3 ستمبر 2024ء)

جمعرات 29 اگست : مرکزی عاملہ کے اجلاس کی آن لائن صدارت کی ۔

جمعہ 30 اگست : تقریر اور خطبہ جمعہ مسجد جامع القرآن ، قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی ۔

اتوار 01 ستمبر : بعد نماز مغرب مسجد جامع القرآن ، قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں ایک رفیق تنظیم کے صاحبزادے کا نکاح پڑھایا ۔

منگل 03 ستمبر : ایک رفیق تنظیم اور دو احباب سے ملاقات کی ۔

معمول کی مصروفیات : نائب امیر صاحب سے مستقل رابطہ رہا اور معمول کے تنظیمی امور انجام دیئے ۔ متفقہ قرآنی نصاب کے حوالہ سے سرگرمیاں جاری رہیں ۔ معمول کی کچھ ریکارڈنگز کروائیں ۔ گھریلو اسرہ کا اہتمام کیا ۔

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر رفیق تنظیم کو اپنے بیٹے ، عمر 32 سال تعلیم ڈپلومہ ، برسر روزگار ، کے نکاح ثانی (پہلی زوجہ سے علیحدگی) کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے ۔ برائے رابطہ: 0332-4611090

☆ لاہور میں مقیم شیخ قریشی فیملی کو اپنی بیٹی ، عمر 22 سال ، کیمیکل انجینئر ، کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے ۔

برائے مہربانی اپنے کوائف درج ذیل نمبر پر whatsapp کریں: 0328-4395200

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

ربیع الاول کے مبارک مہینے میں نبی اکرم ﷺ کی مبارک سیرت کو جاننے کا ایک بہترین موقع

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لیے آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس ایک بہترین نمونہ ہے (الاحزاب:21)

سیرت النبی ﷺ کورس

دس روزہ

برائے خواتین و حضرات

بانی تنظیم اسلامی
ڈاکٹر اسرار احمد ؒ

امیر تنظیم اسلامی
شجاع الدین شیخ

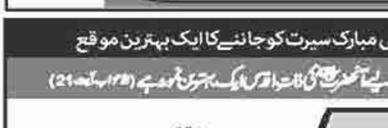

اوقات کورس: 07:00-08:15 pm, PST

ایام کورس: پیر تا جمعہ (Mon to Fri)

تاریخ کورس: 9 تا 20 ستمبر 2024

آن لائن کورس کی سہولت موجود ہے

For Registration
Lms.quranacademy.com
or
Scan QR Code

برائے رابطہ: مبشر عارف (0334-5632242)

خواتین کی شرکت کا باپردہ اہتمام ہے

بمقام: دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی 23 کلومیٹر، ملتان روڈ، چوہنگ، لاہور

حکومت کے لیے اصل مسئلہ!

ایوب بیگ مرزا

ریاستِ پاکستان کو اس وقت جو خوفناک مسائل درپیش ہیں اُن میں ایک دہشت گردی ہے جو چند سال پہلے دم توڑتی نظر آتی تھی، اب وہ دوبارہ پلٹ کر حملہ آور ہے اور اُس نے تمام قوتوں کی رِٹ پر سنجیدہ سوال کھڑا کر دیا ہے۔ پاکستان کا جغرافیائی لحاظ سے سب سے بڑا اور سٹریٹجک حوالے سے انتہائی اہم صوبہ بلوچستان خون میں نہا رہا ہے۔ معیشت بُری طرح ڈانواں ڈول ہے بجلی کے نرخوں میں غیر منطقی ہوشربا اضافہ نے ایک طرف انڈسٹری کو تباہ و برباد کر دیا ہے اور دوسری طرف غریب عوام کا کچومر نکال دیا ہے۔ کوئی بچوں کی ماں بجلی کا بل دیکھ کر نہر میں کود رہی ہے اور کوئی باپ زہر کھا کر خودکشی کر رہا ہے۔ ایک مستند اطلاع کے مطابق فیصل آباد جہاں صرف 3 یا 4 سال پہلے پروڈکشن اور برآمدی آڈرز کو پورا کرنے کے لیے لیبر کم پڑ رہی تھی وہاں ایک صد کے قریب فیکٹریاں بند ہو چکی ہیں اور ایک لاکھ سے زائد مزدور بے روزگار ہو چکے ہیں یہ بھی اطلاعات ہیں کے سرمایہ دار بیرون ملک انڈسٹری منتقل کر رہے ہیں صرف گزشتہ چھ ماہ میں پاکستان کے 3968 سرمایہ دار اپنی کمپنیاں دوبئی میں رجسٹر کرا چکے ہیں اور 8 لاکھ افراد نے پاسپورٹ کے لیے درخواست دی ہے۔ بدترین بے روزگاری نے پاکستان کو جکڑ لیا ہے۔ برین ڈرین ہو رہا ہے جس سے پاکستان اعلیٰ ذہانت رکھنے والے شہریوں اور ماہرین سے محروم ہو رہا ہے۔ حکومتِ پاکستان 4 ارب روپے روزانہ قرض لے رہی ہے جو ایک آل ٹائم ریکارڈ ہے۔ اس معاشی بدحالی میں حکومت سوشل میڈیا کو کنٹرول کرنے کے لیے 37 ارب روپے سے فائر وال لگا رہی ہے تاکہ عوام کی تنقید سے بچ سکے۔ سیاسی عدم استحکام اپنے عروج پر ہے۔ سیاسی مخالفت بدترین ذاتی دشمنی میں تبدیل ہو چکی ہے لیکن حکومت اپنا سارا زور اس مسئلے پر لگا رہی ہے کہ عمران خان کو آکسفورڈ یونیورسٹی کا چانسلر نہیں بننے دینا۔ مرکزی کابینہ کے اکثر وزراء اور پنجاب کے صوبائی وزیر بھی اس مسئلہ پر دن رات بول رہے ہیں۔ وزیراعظم کے قانونی مشیر بیرسٹر عقیل نے ستائیس (27) منٹ کی ایک پریس کانفرنس کی ہے جو ٹیلی ویژن سکرینوں پر لائیو (Live) دکھائی گئی ہے کہ عمران جیسے نااہل اور کرپٹ انسان کو آکسفورڈ یونیورسٹی کا چانسلر بننا انتہائی خطرناک ثابت ہوگا۔ پہلے یہ کوشش کی گئی کہ عمران خان کا نام امیدواروں کی فہرست سے نکلوا دیا جائے وہ نہ ہو سکا تو اب ہر روز بڑھ چڑھ کر میڈیا کو بتایا جا رہا ہے کہ عمران خان کا چانسلر بن جانا کتنا خطرناک ہوگا۔ سوشل میڈیا کی اطلاع کے مطابق برطانیہ میں پاکستان کے سفارت خانہ کو سختی سے یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اس حوالے سے پورے زور و شور کے ساتھ مہم چلائے وہاں کے اخبارات سے رابطہ کیا جا رہا ہے کہ عمران خان کے خطرناک ہونے کی بات عام کی جائے البتہ فائر وال لگاتے ہوئے جو انٹرنیٹ سست ہو گیا ہے وہ حکومت اور عوام دونوں کے لیے انتہائی نقصان دہ ثابت ہو رہا ہے۔ وہ تمام فری لانسرز جن کا کام ہی انٹرنیٹ سے جڑا ہوا ہے وہ بُری طرح متاثر ہو رہے ہیں لوگوں کی ایک کثیر تعداد کی کمائی فارن کرنسی میں تھی جس سے زرمبادلہ کے ذخائر کو نقصان پہنچ رہا ہے اور لوگوں کی ایک بڑی تعداد یہ کام چھوڑنے پر مجبور ہو گئی ہے۔

مغرب کو یہ بتایا جا رہا ہے کہ عمران خان تو طالبان خان ہے یہ افغان طالبان کی حمایت کرتا ہے جو سارے مغرب کے نزدیک صرف دہشت گرد ہیں۔ پھر یہ کہ وہ عورتوں کے عریاں لباس پہننے کے خلاف ہے اور اب تو یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ فلاں وقت اس نے سلمان رُشدی کے ساتھ ایک سٹیج پر بیٹھنے سے اور ہاتھ ملانے سے انکار کر دیا تھا یعنی عمران دشمنی میں لعنتی سلمان رُشدی سے محبت پیدا ہو گئی ہے۔ راقم کی رائے میں اس طرح کے حملے کارگر ثابت ہو سکتے ہیں کیوں کہ وہاں تمام طالبان کو دہشت گرد سمجھا جاتا ہے۔ مزید برآں عورتوں کے لباس اور سلمان رُشدی سے نفرت مذہبی انتہا پسندی ہے۔ یہ کمال کے نکات اُٹھائے گئے ہیں راقم بھی سمجھتا ہے کہ یہ عمران کی نظر آتی جیت کو ہار میں تبدیل کر سکتے ہیں۔ بہرحال آپ حکومت اور اُن کے کارپردازوں کی ذہنی پستی کی انتہا دیکھیں کہ وہ سارے ملکی اور قومی مسائل کو ایک طرف رکھ کر کس کام میں دن رات لگے ہوئے ہیں کہ ایک پاکستانی کو ہم یہ اعزاز حاصل نہیں کرنے دیں گے کہ وہ ایشیائی ہو کر مغرب کی بڑی اور سب سے دیرینہ یونیورسٹی کا چانسلر بن جائے۔ اعلیٰ ظرفی کا تقاضا تھا کہ حکومت پاکستان یہ رویہ اختیار کرتی کہ سیاسی رقابت اپنی جگہ اگر پاکستان کے ایک شہری کو یہ اعزاز حاصل ہوتا ہے تو نہ صرف حکومتی سطح پر بلکہ پاکستان کا برطانیہ میں سفارت خانہ بھی تعاون کرے گا۔ کیا جیولین تھرو کا کھلاڑی ارشد ندیم کوئی کارنامہ دکھاتا ہے تو یہ صرف اُس کا اعزاز ہے یقیناً یہ پاکستان کا اعزاز ہے لیکن یہاں تو حالت یہ ہے کہ بھرپور کوشش کی گئی کہ 1992ء میں کرکٹ کا ورلڈ کپ جیتنے کے حوالے سے عمران خان کو مائنس کیا جائے (PTV) نے اس حوالے سے باقاعدہ ایک کوشش کی۔ عمران خان نے بریڈ فورڈ یونیورسٹی کا چانسلر بننا صرف اُس صورت میں قبول کیا تھا کہ پاکستان میں اس حوالے سے کوئی ایسی شاخ قائم کی جائے جس سے پاکستانیوں کو بھی علم حاصل کرنے میں کچھ سہولت حاصل ہو۔ للہذا نمل یونیورسٹی قائم ہوئی۔ اب طالبان خان کے کامیاب پراپیگنڈے سے عمران خان کے چانسلر منتخب ہونے کے امکانات شاید کم ہو گئے ہیں لیکن اگر وہ ان تمام حکومتی جدوجہد کے علی الرغم چانسلر منتخب ہو گیا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اس حوالے سے پاکستان میں کوئی علمی سرگرمیوں کا بندوبست نہ کرے۔ پاکستان کے سب سے بڑے کینسر ہسپتال پر تو ایک عرصہ سے حملے ہو رہے ہیں۔ راقم کی رائے میں آج جو اللہ تعالیٰ نے عمران خان کو عزت بخشی ہے خاص طور پر اس حوالے سے کہ اس وقت کم از کم 80 بلکہ 85 فیصد عوام کے دل میں وہ بس رہا ہے تو یہ کسی ایسے یا کچھ ایسے کینسر کے مریضوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے جن کے گھروں میں کھانے کو روٹی نہ تھی لیکن شوکت خانم میں اُن کا (VIP) علاج ہوا اور وہ شفایاب ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے شرف قبولیت بخشا۔

صاف اور سچی بات ہے کہ ایسی اعلیٰ ظرفی کہ اپنے سیاسی حریف کی کسی عالمی سطح پر اعزاز حاصل کرنے میں باقاعدہ مدد کی جائے یہ تو راقم کو بلا استثناء کسی ایک سیاسی جماعت کی بھی نظر نہیں آتی البتہ جو کیا جا سکتا تھا اور بعض سیاسی جماعتیں اور اُن کے سربراہ یقیناً کرتے کہ اس مسئلے پر مکمل خاموشی اختیار کی جاتی اور اگر سیاسی حریف کوئی عالمی اعزاز حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا تو اُسے رسمی سی مبارک باد دے کر پاکستان کی کامیابی قرار دیا جاتا۔ یہاں رک کر قارئین اللہ تعالیٰ کی شان ملاحظہ فرمائیں یہ جو کرپٹ مافیا اور اُن کے چیلے ایک عرصہ سے عمران خان کو یہودی ایجنٹ ثابت کرنے میں دن رات کوشاں تھے اللہ اُن ہی کی زبانوں سے آج یہ کہلوا رہا ہے کہ عمران خان تو بڑا پکا مسلمان بلکہ شدت پسند مسلمان ہے اللہ تعالیٰ نے

اب اُن ہی کی ذمہ داری لگادی ہے کہ اپنے غلیظ الزام کو خود اپنی زبانوں سے چاٹو اور اپنے منہ سے یہ گواہی دو کہ عمران خان تو بڑا پکا مسلمان ہے اللہ تعالیٰ کی شان نرالی ہے وہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ اللہ اکبر!

حاصل تحریر یہ ہے کہ ہم بحیثیت قوم آج اگر بُری طرح زوال پذیر ہیں تو یہ بلاوجہ نہیں۔ ہمارا حال اس وقت اُس عیسائی ریاست کی طرح ہے کہ جب مسلمانوں نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو اُس کے پیشوا کن بحثوں میں الجھے ہوئے تھے اور جب بغداد ڈوب رہا تھا تو مسلمان رہنماؤں کے کرتوت کیا تھے۔ راقم نے آغاز میں پاکستان کو درپیش جن مسائل کا ذکر کیا ہے وہ پاکستان کی سیکورٹی کے لیے انتہائی اہم اور سنجیدہ ہیں لیکن حکومت اُنہیں انتہائی سرسری انداز سے ڈیل کر رہی ہے البتہ عمران خان کو سیاسی طور پر ختم کرنا زندگی موت کا مسئلہ بنالیا ہے۔ یہ ایک لحاظ سے درست اس لیے ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اب اگر عمران خان برسر اقتدار آ گیا تو اُنہیں 40 سال کی لوٹ مار اور غیر ممالک میں جمع شدہ تمام سرمایہ اور جائیدادوں کا حساب دینا پڑے گا۔ جہاں تک دہشت گردی کا تعلق ہے پچھلے دنوں جس طرح کی دہشت گردی بلوچستان میں ہوئی ہے اتنی زوردار انداز میں شاید پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی لیکن حکومت نے اپیکس کا اجلاس بلایا جس میں سب بڑے اکٹھے ہوئے اور آئی جی بلوچستان کو تبدیل کر دیا اور پھر وہی روٹین کے جملے ہم دہشت گردوں کے عزائم ناکام بنادیں گے اور اُنہیں عبرتناک سزائیں دیں گے، سننے میں آئے اور معاملہ ختم۔ بڑھتی ہوئی بے روزگاری کا علاج محکمے ضم کرکے اور ختم کرکے نہیں ہو سکتا بلکہ اس سے بے روزگاری میں مزید اضافہ ہو رہا ہے۔ پاکستان سے برین ڈرین کے بارے میں ایک حکومتی عہدہ دار نے کمال کی بات کی ہے۔ فرماتے ہیں ٹھیک ہے جو پاکستان چھوڑنا چاہتے ہیں چھوڑ دیں۔ معاشی بدحالی کا کوئی مستقل حل تلاش کرنے کی کوشش نہیں ہو رہی۔ حکومت اپنے عہدہ داروں کی مراعات کم کرنے کی بجائے اُس میں اضافہ کر رہی ہے۔ ماہر اقتصادیات قیصر بنگالی نے اپنا حکومتی عہدہ سے استعفیٰ دینے کی یہی وجہ بیان کی ہے کہ حکمران اپنے اخراجات کم کرنے کو تیار نہیں۔ انٹرنیٹ سست ہونے سے فری لانسرز کی چیخ و پکار کوئی اثر نہیں دکھا رہی۔ قصہ مختصر اس وقت حکومت کے لیے اہم ترین مسئلہ یہ ہے کہ عمران خان آکسفورڈ یونیورسٹی کا چانسلر نہ بن جائے۔ اسی مسئلہ کو حل کرنے کے لیے حکومت تن من دھن لگا رہی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

❁❁❁

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اوران کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

قدیم مفسر امام ابن جریر طبریؒ نے ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝۲۷۸﴾ (البقرۃ) کے شانِ نزول کے حوالے سے یہ روایات نقل کی ہیں۔ ان روایات کو بعد میں آنے والے مفسرین نے بھی نقل کیا ہے جن میں صاحب تفسیر دُرِ منثور صاحب تفسیر مظہری، صاحب تفسیر روح البیان جیسے عظیم المرتبت مفسرین شامل ہیں۔ حضرت ضحاک بن مزاحم تابعی فرماتے ہیں:

كان ربا يتبايَعُونَ به في الجاهلية، فلما اسلموا امروا ان يأخذوا رؤوس اموالهم۔ (جامع البيان: ج۳، ۱۴۷)

''جاہلیت کے دَور میں لوگ سودی کروبار کرتے تھے۔ جب یہ لوگ مسلمان ہو گئے تو ان کو حکم دیا گیا کہ صرف اصل رقم ہی وصول کرو۔'' (جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 867 دن گزر چکے!

رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

''دارالعلم والحکمہ نزد گل آباد پل (چکدرہ سے 3 کلومیٹر آگے گل آباد پل کے قریب مین روڈ پر واقع ہے)، حلقہ مالاکنڈ''

27 تا 29 ستمبر 2024ء (بروز جمعۃ المبارک بعد نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

نقباء کورس (نئے و متوقع نقباء کے لیے)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں۔

اور

مدرسین ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: مدرسین ریفریشر کورس میں درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کرکے تشریف لائیں: ☆ منتخب نصاب کے دروس کا باہمی ربط

زیادہ سے زیادہ مدرسین پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0345-9188361 / 0343-0912306

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-35473375(042)

پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم تو قرار دے دیا مگر جو شرعی سزا تھی وہ نافذ نہیں کی جس کی وجہ سے یہ فتنہ روز بروز پھیلتا چلا جا رہا ہے: شجاع الدین شیخ

اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ ہر قادیانی آئین اور قانون کے مطابق خود کو غیر مسلم تسلیم کرے: رضاء الحق

قادیانی فتنہ سے نمٹنے کے لیے تمام دینی جماعتوں کو مل کر ایک متفقہ لائحہ عمل تیار کرنے کی ضرورت ہے: ڈاکٹر فرید احمد پراچہ

قادیانی ختم نبوت اور توہین رسالت کے قوانین ختم کروانا چاہتے ہیں: محمد متین خالد

تمام باطل قوتیں ہر لحاظ سے قادیانیوں کے ساتھ کھڑی ہیں انہیں سپورٹ کرتی ہیں تاکہ اُمت مسلمہ کو کمزور سے کمزور تر کیا جا سکے: ڈاکٹر محمد عارف صدیقی

جو لوگ ملک کے قانون کو نہیں مانتے وہ باغی ہیں، ایسے جتھوں کی سرکوبی کی جانی چاہیے: عبدالوارث گل

عالمی سطح کے وہ تمام تر پلیٹ فارمز جو پاکستان کو توڑنے اور کمزور کرنے کے لیے کام کر رہے ہیں وہاں قادیانی موجود ہیں: ڈاکٹر حسن رانا

تحفظ ختم نبوت کے 50 سال کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: پاکستان میں غیر مسلم قرار پانے کے بعد گزشتہ 50 سالوں میں قادیانیوں نے ملکی اور بین الاقوامی سطح پر پاکستان اور اسلام کے ساتھ جو سازشیں کی ہیں اس کی کیا تفصیلات ہیں؟

محمد متین خالد: قادیانی جماعت کا خمیر ہی اسلام دشمنی پر مبنی ہے، اسے سامراجی قوتوں نے اپنے مفادات کے لیے پلانٹ کیا۔ اس کے دو مقاصد تھے۔ 1۔ نبی کریم ﷺ کی محبت کو مسلمانوں کے دلوں سے نکالنا۔ 2۔ جہاد کا جذبہ ختم کرنا۔ اس کے لیے مرزا کو تیار کیا گیا اور اس نے پہلے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ اب سے جہاد کی ممانعت ہے۔ پھر اپنی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ قادیانی توہین رسالت، توہین اسلام اور توہین قرآن کے مرتکب ہوتے ہیں۔ قیام پاکستان کے وقت ہی پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی نے گورداس پور کا علاقہ انڈیا میں شامل کروا دیا جس کی وجہ سے کشمیر بھی پاکستان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ 1984ء میں جب قادیانیوں کے خلاف قوانین بن گئے تو انہوں نے پوری دنیا میں پاکستان کے خلاف لابنگ کی، دنیا بھر کے اداروں اور امریکی صدور کو خطوط لکھے اور پروپیگنڈا کیا کہ پاکستان نے قادیانیوں سے حقوق چھین لیے۔ شیزان کمپنی نے قرآن مجید کا تحریف شدہ ترجمہ شائع کر کے روس سے آزاد ہونے والی مسلم ریاستوں میں تقسیم کیا۔ آج بھی یہ ختم نبوت اور توہین رسالت کے قوانین ختم کروانا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر حسن رانا: تل ابیب یونیورسٹی کے ڈیپارٹمنٹ آف سٹریٹجک سٹڈیز کی رپورٹ ہے کہ ظفر اللہ قادیانی نے اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے پاکستان کو طرح طرح سے نقصان پہنچایا۔ اگر 1953ء میں یہ چیزیں ہو رہی تھیں تو اس کے بعد 70 سال میں قادیانیوں نے پاکستان کے خلاف کیا کچھ نہیں کیا ہوگا۔ اس وقت عالمی طاقتیں پاکستان کو توڑنا چاہتی ہیں اور قادیانی اس سازش میں بیرونی قوتوں کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں۔ ایک طرف سندھو دیش اور اس جیسی دوسری تحریکوں کو یہ سپورٹ کر رہے ہیں اور دوسری طرف یہ اسرائیل اور بھارت کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں۔ اسرائیل میں ان کے مرکز میں بھارتی اہلکار کام کر رہے ہیں اور وہاں پاکستانی قادیانی بھی موجود ہیں۔ یعنی عالمی سطح کے وہ تمام تر پلیٹ فارمز جو پاکستان کو توڑنے اور کمزور کرنے کے لیے کام کر رہے ہیں وہاں قادیانی ضرور موجود ہیں۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: قادیانیوں کی طرف سے اکثر یہ پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ پاکستان کے بااثر مولویوں نے ذوالفقار علی بھٹو جیسے سیکولر لیڈر کو پریشرائز کر کے ہمیں غیر مسلم ڈیکلیئر کروایا۔ ان کے اس دعوے میں کوئی سچائی ہے؟

رضاء الحق: اس تحریک میں چودھری ظہور الٰہی، احمد رضا قصوری، صاحبزادہ فاروق علی خان اور اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار جیسے لوگ بھی تھے اور عام مسلمان بھی شامل تھے۔ اس کے علاوہ اسمبلی میں اکثریت عام مسلمانوں کی تھی جب وہاں 13 دن قادیانی گروہوں پر جرح کی گئی۔ لہٰذا یہ پروپیگنڈا بالکل بے بنیاد ہے کہ مولوی حضرات نے پریشرائز کر کے یہ قانون بنوایا۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان ایک اسلامی نظریاتی ریاست ہے جسے اسلام کے نام پر قائم کیا گیا ہے۔ لہٰذا یہاں کوئی بھی مسلمان چاہے وہ عالم دین ہو یا عام آدمی ہو وہ اسلام اور ختم نبوت پر کبھی سمجھوتہ نہیں کر سکتا۔ حالیہ مبارک ثانی کیس میں بھی آپ دیکھ لیں چاہے وکلاء ہوں، پارلیمنٹ کے ارکان ہوں، صحافی ہوں، علماء ہوں سب نے ختم نبوت کا دفاع کیا ہے۔ قائداعظم نے ڈیپارٹمنٹ فار ریلیجس ریکنسٹرکشن بنایا تھا جس میں علامہ محمد اسد کو یہ ذمہ داری سونپی گئی تھی کہ وہ پاکستان کے اداروں کو اسلامائز کریں لیکن ظفر اللہ قادیانی نے جہاں علامہ اسد کو نکال باہر کیا وہاں ان کے سارے کام کو جلا کر راکھ کر دیا تاکہ پاکستان میں اسلام پھل پھول نہ سکے۔

محمد متین خالد: 1974ء میں جب قادیانیوں کے خلاف قرارداد پیش ہوئی تو ذوالفقار علی بھٹو چاہتے تو اس پر صرف ووٹنگ ہو سکتی تھی لیکن انہوں نے قادیانیوں کو باقاعدہ موقع دیا کہ وہ اسمبلی میں آ کر اپنا موقف پیش کریں۔ لہٰذا یہ قانون کوئی زبردستی نہیں بنوایا گیا۔ وہاں مرزا ناصر کے وفد میں سلیم اختر بھی شامل تھا جو حوالے نکال نکال کر اس کو دے رہا تھا وہ بھی بعد میں مسلمان ہو گیا کیونکہ قادیانیت بے نقاب ہو گئی تھی۔

سوال: مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے بارے میں مسیح موعود ہونے کا جو دعویٰ کیا ہے، اس میں اور اسلامی تعلیمات میں مسیح موعود کی آمد کے حوالے جو معلومات ہیں، ان میں کیا فرق ہے؟

محمد متین خالد: مسیح موعود کے حوالے سے ایک طویل حدیث ہے جس کے آخر میں رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے اور مقام لد پر وہ دجال کو قتل کریں گے۔ مرزا سے پوچھا گیا کہ تم حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کس طرح ہو سکتے ہو تمہارا نام تو مرزا ہے، تمہاری والدہ کا نام چراغ بی بی ہے اور تمہارے باپ کا نام غلام مرتضیٰ ہے۔ جبکہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے والد نہیں تھے۔ اس سے پوچھا گیا کہ حضرت

عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام تو دجال کو مقام لد پر قتل کریں گے، تم تو وہاں گئے ہی نہیں۔ ملعون کہتا ہے کہ لد سے مراد لدھیانہ ہے۔ اس سے کہا گیا کہ حدیث میں تو لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام زرد رنگ کی دو چادریں اوڑھے ہوئے ہوں گے، تم نے تو کبھی زرد رنگ کی چادر نہیں پہنی۔ کہتا ہے کہ زرد رنگ سے مراد میری دو بیماریاں ہیں۔ ایک میری آنکھیں پیلی ہیں دوسرا مجھے زرد رنگ کا پیشاب آتا ہے۔ حدیث کے مطابق حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام وفات کے بعد مدینہ میں مدفون ہوں گے جبکہ مرزا ملعون کی قبر سری نگر کے محلہ خانیار میں ہے۔ الغرض قادیانیت سارا کا سارا دھوکہ اور فراڈ ہے۔

سوال: 7 ستمبر 1974ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا، پھر 1984ء میں امتناع قادیانیت ایکٹ بھی پاس ہو گیا جس کے مطابق قادیانی شعائر اسلام کو استعمال نہیں کر سکتے مگر یہ لوگ اب تک اس سے باز نہیں آئے۔ اس فتنہ کے سد باب کے لیے مزید کن اقدامات کی ضرورت ہے؟

رضاء الحق: آئین اور قانون میں کم و بیش وہ سارا طریقہ کار موجود ہے جس کے ذریعے اس فتنہ کی بیخ کنی کی جا سکتی ہے۔ اس پر صرف عمل درآمد کی ضرورت ہے۔ سب سے پہلے اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ ہر قادیانی خود کو آئین اور قانون کے مطابق غیر مسلم تسلیم کرے۔ قادیانیوں کو ملکی اداروں میں ایک خاص حد سے آگے ترقی نہ دی جائے۔ ان کی فنڈنگ ٹریس کی جائے کہ کہاں سے آ رہی ہے اور اس کو روکا جائے۔ عام مسلمانوں کی تربیت کو یقینی بنایا جائے کہ وہ قادیانی فتنہ کی اصلیت اور اہداف سے آگاہ ہو سکیں۔ وہ قادیانی جو دین کا علم نہ ہونے کی وجہ سے قادیانی فتنہ کا شکار بن گئے ہیں ان کی اصلاح کے لیے بھی دعوتی نظام بنایا جائے۔ سب سے اہم یہ ہے کہ ملک میں اسلام کو نافذ کیا جائے تاکہ یہ سارے دجالی فتنے خود بخود ختم ہو جائیں۔

ڈاکٹر حسن رانا: قادیانی آئین اور قانون کو نہیں مانتے بلکہ اپنے نام نہاد خلیفہ کا حکم مانتے ہیں۔ لہٰذا اگر یہ اعلیٰ سرکاری عہدوں پر تعینات ہوں گے تو اپنے نام نہاد خلیفہ کے حکم کو پورا کرتے ہوئے اسلام اور پاکستان کو نقصان پہنچاتے رہیں گے۔ یہ ملکی سلامتی اور بقا کے لیے سنگین خطرہ ہے لہٰذا ان کی شناخت کو یقینی بنایا جائے۔

سوال: زمانہ گواہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بہت سے دعوے اور پیشین گوئیاں غلط ثابت ہوئی ہیں۔ ہمیں علمی انداز سے بتائیں کہ کیا کسی نبی یا رسول کا دعویٰ یا پیشین گوئی غلط ہو سکتی ہے؟

محمد متین خالد: نبی اور رسول تو اللہ کا منتخب شدہ بندہ ہوتا ہے، اس کی کوئی بات غلط نہیں ہو سکتی، کوئی برائی اس کے نزدیک نہیں جا سکتی۔ مرزا قادیانی چونکہ نبوت کا جھوٹا دعوے دار تھا لہٰذا اس کی بیشتر پیشین گوئیاں غلط ثابت ہوئیں۔ اس نے کہا کہ مجھے اللہ نے وحی کی ہے کہ اے مرزا! یا تو مرے گا مکہ میں یا مدینہ میں۔ لیکن مرزا تو کبھی مدینہ یا مکہ گیا ہی نہیں۔ ایک خاتون کے حوالے سے مرزا کذاب نے پیشین گوئیاں کیں، کبھی کہتا اگر رشتہ نہ دیا تو لڑکی کا بھائی مر جائے گا، کبھی کہتا باپ مر جائے گا۔ ان میں سے کوئی بھی بات اس کی زندگی میں پوری نہیں ہوئی۔ مرزا کذاب نے دعویٰ کیا کہ اللہ نے کہا ہے کہ اے مرزا! تیرے نکاح میں دو عورتیں آئیں گی، ایک کنواری ہوگی اور دوسری بیوہ۔ تاریخ گواہ ہے کہ مرزا کا کسی بیوہ سے نکاح نہیں ہوا۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے بارے میں مرزا نے کہا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہوگا وہ ہیضہ کے مرض میں مبتلا ہو کر پہلے مر جائے گا۔ اس پیشین گوئی کے ایک سال بعد مرزا قادیانی 26 مئی 1908ء کو ہیضہ میں مبتلا ہو کر مر گیا جبکہ

> **مرزا قادیانی سے پوچھا گیا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام تو دجال کو مقام لد پر قتل کریں گے، تم تو وہاں گئے نہیں۔ ملعون کہتا ہے کہ لد سے مراد لدھیانہ ہے۔**

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ 1948ء میں فوت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے مرزا کو اس کی باتوں کے ذریعے ہی ذلیل کیا۔

سوال: پاکستان میں بہت سی دینی اور مذہبی جماعتوں کو کالعدم قرار دے دیا گیا لیکن کیا وجہ ہے 50 سال پہلے ہماری پارلیمنٹ نے جس جتھے کو غیر مسلم قرار دیا تھا ان کا آج بھی لائیو ٹی وی چینل چل رہا ہے اور پابندی کے باوجود ان کا لٹریچر بھی شائع ہو رہا ہے، تبلیغ بھی ہو رہی ہے؟

ڈاکٹر حسن رانا: ایک ہیں قادیانی اور ایک ہیں قادیانی سہولت کار۔ قادیانی سہولت کار اشرافیہ کے وہ لوگ ہیں جن کے بچے باہر پڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے ویزے لینے ہوتے ہیں، ان کے امریکہ اور یورپ میں مفادات ہوتے ہیں، اس لیے وہ ان کے سہولت کار بنتے ہیں۔ اگر ادارے چاہیں تو وہ قادیانیوں کی ویب سائٹس، چینلز، یوٹیوب، لٹریچر سمیت ہر چیز بند کروا سکتے ہیں۔ لیکن اگر ایسا نہیں ہو رہا تو اس کا مطلب ہے کہ شاید اداروں کے اندر ان کے سہولت کار موجود ہیں۔ لہٰذا قادیانیوں کے سہولت کاروں کو بھی بے نقاب کر کے اُن کی جڑ کاٹنے کی ضرورت ہے۔

سوال: آپ کے خیال میں غیر ملکی حکومتیں خصوصاً امریکہ، کینیڈا، جرمنی اور انگلینڈ قادیانیوں کی غیر معمولی پشت پناہی کیوں کرتی ہیں؟

محمد عارف صدیقی: اسرائیل ہو، انڈیا ہو، امریکہ ہو، برطانیہ ہو، جرمنی ہو، یہ تمام حکومتیں ہر لحاظ سے قادیانیوں کے ساتھ کھڑی ہیں، انہیں سپورٹ کرتی ہیں تاکہ امت مسلمہ کو کمزور سے کمزور تر کیا جا سکے۔ افریقہ میں اسلام تیزی سے پھیلنے والا مذہب ہے۔ وہاں کے مسلم رہنما عمر کانتے نے بتایا کہ قادیانیوں نے مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر وہاں لوگوں کی مالی مدد کرنا شروع کی اور لوگوں کو قادیانی بنانے لگے۔ جب مسلم علماء وہاں پہنچے اور انہوں نے ان کی جو حقیقت بتائی تو لوگ حیران ہوئے کہ ہمیں کس طرح دھوکہ دیا گیا۔ مولانا مودودیؒ نے شاہ فیصلؒ کو سعودی عرب میں اعلیٰ عہدوں پر موجود قادیانیوں کے بارے میں آگاہ کیا تو انہوں نے ان ملعونوں کو تمام عہدوں سے برطرف کیا اور سعودی عرب میں ان پر پابندی لگا دی۔

سوال: پوری دنیا میں قادیانی اپنے جھوٹے مذہب کی بطور اسلام تبلیغ کرتے ہیں جس کی وجہ سے اسلام کی بجائے قادیانیت پھیل رہی ہے۔ اس فتنے کے تدارک کے لیے ہمیں بین الاقوامی سطح پر کیا اقدامات اٹھانے ہوں گے؟

محمد عارف صدیقی: قادیانیوں کا شکار وہ لوگ ہوتے ہیں جو مدارس اور علماء سے لاتعلق ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ سب سے پہلے تو ہمیں علماء اور مدارس سے اپنے تعلق کو مضبوط بنانا ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ قادیانی اب مناظرہ و مجادلہ کا طریقہ کار چھوڑ چکے ہیں اور اب وہ بریفنگ، لابنگ اور میڈیا کا ہتھیار استعمال کر رہے ہیں۔ عالمی میڈیا بھی ان کو سپورٹ کر رہا ہے۔ میڈیا پر ان کا جواب دینے کے لیے ہمارے پاس تربیت یافتہ علماء، سکالرز، پلیٹ فارمز ہونے چاہئیں۔ ہمیں بھی بریفنگ اور لابنگ کے لیے اپنی تجوریوں کے منہ کھولنے ہوں گے۔ اسی طرح قادیانی نام نہاد انسانی حقوق کے عالمی اداروں کو بطور پناہ گاہ استعمال کرتے ہیں۔ اس کا جواب دینے کے لیے ہمیں جدید دور کے میدان جنگ اور جدید ہتھیاروں کو سمجھنا ہوگا اور ان کو استعمال میں لانا ہوگا جس میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا شامل ہے۔ ہمیں یہ کرنا ہوگا تاکہ اپنی آئندہ نسلوں کو بچا سکیں۔

سوال: گزشتہ 50 سالوں میں قادیانیوں نے اسلام اور مسلمانوں کو کیا کیا نقصانات پہنچائے ہیں۔ فتنۂ قادیانیت کے سد باب کا کیا ذریعہ ہے؟

فرید احمد پراچہ: عقیدۂ ختم نبوت جزو ایمان نہیں بلکہ اصل ایمان ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ قادیانیوں کو یا مرزا غلام احمد کو ایک خاص مقصد کے لیے تیار کیا گیا تھا۔ قادیانیوں نے بڑی سازش کے تحت ہماری نوجوان نسل کے

ذہنوں میں یہ بات بٹھانے کی کوشش کی ہے کہ قادیانی بھی مسلمانوں کا ایک فرقہ ہے جو کلمہ گو مسلمان ہیں، اللہ کے نبی کو بھی مانتے ہیں اور قرآن کو بھی مانتے ہیں۔ یہ صرف مولوی حضرات فرقہ واریت پھیلا رہے ہیں اور ہر ایک کو کافر کہتے ہیں۔ پھر آپ کے سامنے ہے کہ عدالتی سطح پر بھی قادیانیوں نے بڑی کوشش کی کہ قانون کو غیر موثر کر دیا جائے۔ انہوں نے ابھی تک خود کو غیر مسلم اقلیت تسلیم نہیں کیا۔ بیرونی دنیا میں خود کو وہ بطور مسلمان پیش کر رہے ہیں۔ ان کا ٹی وی چینل سرعام لوگوں کو یہ کہہ کر گمراہ کر رہا ہے کہ اصل اسلام ہم پیش کر رہے ہیں۔ اس فتنے کے سدباب کے لیے تمام دینی جماعتوں کو متفقہ لائحہ عمل تیار کرنا چاہیے۔

سوال: پارلیمنٹ سے غیر مسلم قرار پانے کے بعد گزشتہ 50 سالوں میں قادنیت نے دین اسلام کو کیا نقصانات پہنچائے؟

عبدالوارث گل: حقیقت یہ ہے کہ مسلمانان پاکستان نے اس فتنہ سے نمٹنے کے لیے بے شمار قربانیاں دی ہیں۔ خاص طور پر غیر مسلم قرار پانے کے بعد قادیانیوں نے پوری دنیا میں مظلوم بن کر اسلام دشمن قوتوں کی سپورٹ حاصل کی، اپنے حقوق کا جھوٹا ڈھنڈورا پیٹا۔ حالانکہ جو لوگ ملک کے قانون کو نہیں مانتے تو ان کو حقوق نہیں دیے جاتے بلکہ ان کی سرکوبی کی جاتی ہے کیونکہ وہ ملک کے باغی ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پاکستان کو سنجیدگی کے ساتھ ان کو کاؤنٹر کرنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ وہ کون کون سے ذرائع ہیں جن کو استعمال کر کے یہ پاکستان اور اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔

سوال: ہمیں ملکی اور بین الاقوامی سطح پر رد قادیانیت کے لیے کیا اقدامات کرنے چاہئیں؟

عبدالوارث گل: قادیانیوں کے وہ عقائد ونظریات جو یہ مرزا ملعون، اس کی بیویوں اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں رکھتے ہیں ان کو پوری دنیا میں بے نقاب کرنا چاہیے۔ قادیانیوں کی اصلیت کھل کر بتانی چاہیے کہ یہ مسلمان نہیں ہیں لیکن مسلمان بن کر دھوکہ دے رہے ہیں۔ وہ کفریہ عقائد جو یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق رکھتے ہیں یا صحابہ کرام یا امہات المومنین ؓ کی توہین کرتے ہیں۔ ان کے یہ سارے کفریہ عقائد پورے عالم اسلام اور پوری دنیا میں بے نقاب کرنے چاہئیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری آنے والی نسلیں اس فتنہ سے محفوظ رہیں تو ان کے تمام کفریہ عقائد اور خرافات کو ہر زبان میں پرنٹ کروا کر ان کو پوری دنیا میں بے نقاب کیا جائے۔

سوال: کیا مرتد کی شرعی سزا کے نفاذ کے بغیر عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کیا جا سکتا ہے؟ اس ضمن میں حکومت وقت کو آپ کیا تجاویز دیں گے؟

شجاع الدین شیخ: کیا پاکستان کی پارلیمنٹ کو قادیانیت اختیار کر کے مرتد ہو جانے والے لوگوں کے بارے میں قانون سازی نہیں کرنی چاہیے؟ یہی وہ اہم سوال تھا جس کو ہمارے استاد محترم بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ بڑی شد ومد کے ساتھ بیان فرماتے تھے کہ بالکل ذوالفقار علی بھٹو کے ذمے یہ معاملہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ کام لے لیا اور علماء کی محنتیں بھی تھیں کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا لیکن دین اسلام کی تعلیم کے مطابق جو اسلام سے پھر جاتا ہے جس کو مرتد کہتے ہیں تو اس کی سزا موت ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اس کو سمجھنے کا موقع دیا جائے گا، اس کے سامنے اسلام کی حقانیت کے دلائل پیش کیے جائیں گے، اگر وہ راہ راست پر نہیں آتا تو پھر اس کو سزائے موت دی جائے گی۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ بڑی شد ومد کے ساتھ فرماتے تھے کہ یہ کام ہماری پارلیمنٹ نے نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد سے اب تک یہ فتنہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اس کو روکنے کا واحد طریقہ یہی ہے کہ اس شرعی سزا کو نافذ کیا جائے۔ قانون بنایا جائے کہ جو اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کرے گا اس کی سزا موت ہے۔ اس مسئلے کو ایک اور انداز سے سمجھیے۔ شریعت اسلامی کے کچھ مقاصد ہیں۔ جیسے عقیدے کا تحفظ، عقل کا تحفظ، جان کا تحفظ، مال کا تحفظ، آبرو کا تحفظ، ان کو مقاصد شریعت کہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے دور میں بعض یہودیوں نے جب دیکھا کہ اسلام تو پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ ساری سازشیں ناکام ہو گئیں تو انہوں پلان بنایا کہ کچھ لوگ صبح ان کی مجلس میں جا کر بیٹھو اور اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دو اور شام کو اسلام سے پھر جاؤ تاکہ دوسرے مسلمانوں کے دلوں میں بھی شکوک وشبہات پیدا ہوں۔ اس سازش کو ناکام بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لیے قتل کی سزا کا حکم دیا۔ یہ سزا نافذ ہونا تھی کہ سازش بھی دم توڑ گئی۔ پاکستان میں قادیانیت کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے بھی اس سزا کا نفاذ ضروری ہے۔ جو پہلے سے قادیانی ہیں ان کے بارے میں تو علماء سے رائے لی جا سکتی ہے البتہ جو لوگ اسلام کو چھوڑ کر قادیانیت میں جائیں ان کے خلاف شرعی سزا کا نفاذ ضروری ہے۔ اس طرح ہم مسلمانوں کے عقیدے کی حفاظت کر سکیں گے۔ اسی طرح توہین رسالت کا قانون موجود ہے۔ اگر کوئی قادیانی اپنی کسی بھی حرکت سے توہین رسالت کا مرتکب ہوتا ہے تو اسے 295 سی کے تحت سزا ملنی چاہیے۔ کوئی قادیانی قرآن مجید کی توہین کرتا ہے تو اس کو 295 بی کے تحت سزا ملنی چاہیے۔ اگر سزاؤں کا نفاذ نہیں ہوگا تو یہ فتنہ بڑھتا چلا جائے گا۔

سوال: وطن عزیز پاکستان کی نئی نسل کو فتنہ قادیانیت کی صحیح شناخت اور اس فتنے سے بچاؤ کے لیے آپ کیا رہنمائی دیں گے؟

شجاع الدین شیخ: ہمارے ہاں الحمدللہ علماء کرام نے اس معاملے پر بڑا کام کیا ہے۔ جب ختم نبوت کی تحریک چلی اور بالخصوص 1974ء میں پارلیمان کا ایک بڑا فیصلہ آیا تو اس کے پیچھے بھی علماء کی بڑی محنت تھی۔ نوجوان نسل کو فتنہ قادیانیت سے بچانے کے لیے ان کو آگاہی دینا ضروری ہے۔ قرآن مجید میں سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 40 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ﴾ ''(دیکھو!) محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں پر مہر ہیں۔''

مولانا مودودیؒ نے اپنی تفہیم القرآن میں اس آیت کی بہت عمدہ تشریح کی ہے اس کو پڑھنا چاہیے۔ اسی طرح مفتی محمد شفیع عثمانیؒ نے ختم نبوت کے تعلق سے کتاب مرتب فرمائی اور اس میں انہوں نے ذکر کیا ختم نبوت کے حوالے سے قرآن میں صرف یہ ایک آیت نہیں ہے بلکہ کم وبیش 100 کے قریب ایسی آیات ہیں جن میں ختم نبوت کے عقیدے کا بیان ہے۔ تیسری کتاب ''نبی اکرم ﷺ کا مقصد بعثت'' ہے جس کو بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے تالیف فرمایا اور ذرا منطقی اور عقلی دلائل کے ساتھ واضح کیا کہ آپ ﷺ آخری نبی کیوں ہیں اور قرآن کو پہلے کسی نبی پر نازل کیوں نہیں کیا گیا، قرآن آخری کتاب کیوں ہے؟ پہلے کسی رسول کو خاتم الانبیاء کیوں نہیں قرار دیا گیا۔ اسی طرح نوجوانوں کی آگاہی کے لیے ضروری ہے کہ وہ 1974ء کی اسمبلی کی کارروائی کا بھی مطالعہ کریں جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا۔ اسی طرح عدالتی کارروائی بھی موجود ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا اللہ وسایا صاحب نے عدالتی کارروائی کو بھی مرتب کیا ہے اس کو بھی پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح شبان ختم نبوت کے نام سے ایک تنظیم ہے جس میں نوجوان علماء نے بہترین کتابیں شائع کی ہیں اور ان کو پڑھ کر کئی قادیانی تائب ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت علماء کو خطبات جمعہ کے لیے بھیجا جاتا ہے، یونیورسٹیز اور کالجز میں مبلغین بھیجے جاتے ہیں، فتنہ قادیانیت کے حوالے سے لوگوں کو آگاہی دی جاتی ہے اور اس سے بچنے کے لیے تدابیر بتائی جاتی ہیں۔ اس پلیٹ فارم سے بھی استفادہ کیا جائے۔

۞۞۞

ابلیس کی مجلسِ شوریٰ

(گزشتہ سے پیوستہ)

ابلیس کی مجلس شوریٰ میں ابلیس کا مشیر کہتا ہے کہ دنیا پر مسلط ابلیسی نظام کو جمہوریت سے کوئی خطرہ نہیں ہے کیونکہ یہ فرنگی ملوکیت کا ہی ایک پردہ ہے۔ اپنی بات کے تسلسل میں وہ کہتا ہے۔

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر

بظاہر جمہوریت میں حقوق اور آزادی رائے کی بات کی جاتی ہے۔ "Government of the people, by the people and for the people" کی بات کی جاتی ہے کہ لوگوں کا یہ بنیادی حق ہے کہ اپنے ووٹ سے اپنی مرضی کی حکومت منتخب کریں مگر حقیقت میں یہ بہت بڑا فریب ہے۔ اپنی اصل میں جمہوریت چنگیزیت سے بھی بدتر ہے۔ چنگیز خان اور ہلاکو خان اپنے ظلم اور درندگی کے لیے مشہور ہیں۔ وہ جب قتل وغارت گری اور لوٹ مار کرتے تھے تو لوگوں کے سر کاٹ کر ان کے ڈھیر بناتے تھے اور ان ڈھیروں پر اپنا تخت بچھا کر اعلان کرتے تھے کہ کوئی ہے دنیا میں ہمارے مقابلے میں؟ جمہوریت میں جو لوگ سرمایہ لگا کر منتخب ہوتے ہیں وہ بھی اسی طرح لوگوں کا استحصال کرتے ہیں، لوگوں کے حقوق پر ڈاکے ڈالتے ہیں۔ ان میں اور چنگیز یا ہلاکو خان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس پر ابلیس کا تیسرا مشیر یوں مخاطب ہوتا ہے۔

روح سلطانی رہے باقی تو پھر کیا اضطراب
ہے مگر کیا اس یہودی کی شرارت کا جواب؟

ٹھیک ہے آپ لوگ کہتے ہیں کہ جمہوریت بھی ابلیسی نظام کے استحکام کا باعث ہے مگر اس یہودی کے تازہ فتنے کا کیا جواب ہے جس کا نام کارل مارکس ہے؟ وہ جرمنی سے اُٹھا ہے اور اس نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے: "Das Kapital"۔ اس کتاب میں اس نے سرمایہ داروں کو للکارا ہے اور غریبوں کو ہوشیار اور بیدار کیا ہے کہ تمہارے حقوق پر ایک عرصہ سے سرمایہ دار ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔ وہ عام لوگوں کو اور مزدوروں کو بیدار کر رہا ہے کہ اُٹھو اور اس نظام کے خلاف کھڑے ہو جاؤ۔ اب مزدور اور عام آدمی کارل مارکس کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ ان کو یہ شعور آ گیا ہے کہ واقعی سرمایہ دار ہمارا لہو نچوڑ رہے ہیں۔ جبکہ ہمارے ابلیسی نظام کا تقاضا تو یہی تھا کہ طبقاتی کشمکش رہے، ایک طبقہ دوسرے طبقے کا استحصال کرتا رہے تاکہ معاشرے میں امن وسکون نہ رہے، کچھ لوگ دولت کے نشے میں مست ہو کر انسانیت بھول جائیں اور باقی انسانوں کو کیڑے مکوڑوں کی طرف کچلتے مسلتے پھریں اور باقی کو دو وقت کی روٹی کے لالے پڑ جائیں اور انسانیت اپنے شرف سے گر جائے۔ مگر اب یہ یہودی نئی شرارت کر رہا ہے اور مزدوروں کو سرمایہ داروں کے مقابلے میں کھڑا کر رہا ہے۔ اگر انسانوں میں مساوات کا کوئی نظام قائم ہو گیا تو پھر ہمارے ابلیسی نظام کا کیا ہو گا؟ یہی اعتراض ابوجہل نے بھی خانہ کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر کیا تھا کہ محمد (رسول اللہ ﷺ) ایک ایسے نظام کی بات کرتے ہیں جس میں غلام آزاد ہو جائیں گے۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک غلام آزاد کے برابر ہو جائے؟ یہ محمد (ﷺ) نے آخر کیا کیا ہے۔

ایں دو حرف لا الہ خود کافری است

ابوجہل کعبہ کے سامنے پھٹ پڑا کہ یہ مسلم ہمیں کافر کہتے ہیں جبکہ میرے نزدیک تو خود لا الہ الا اللہ کہنا کافری ہے کیونکہ اس میں باقی سب کا انکار کیا جا رہا ہے۔ پورے عرب میں غلام کو آقا کے مقابلے میں کچھ نہیں سمجھا جاتا تھا، ہمارا ایک مقام اور رعب ودبدبہ تھا، ہمارا صدیوں سے ایک نظام تھا مگر آج محمد (ﷺ) نے تو یہ ساری چیزیں ختم کر دی ہیں۔ یعنی اب غلام بھی ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائیں گے۔ لہٰذا اصل کفر تو یہ ہے کہ ہماری اقدار اور روایات کا انکار کیا جائے۔ ابلیس کی مجلس شوریٰ میں تیسرا مشیر بھی ابوجہل کی طرح سٹپٹا گیا اور کہتا ہے کہ یہ یہودی کارل مارکس ایسا نظام چاہتا ہے جس میں سرمایہ دار اور مزدور کے درمیان فرق ہی ختم ہو جائے۔ یہ بہت بڑا نظر نہ آنے والا خطرہ ہے۔ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے وہ مزید کہتا ہے۔

وہ کلیم بے تجلی وہ مسیح بے صلیب
نیست پیغمبر ولیکن در بغل دارد کتاب

کارل مارکس پیغمبر تو نہیں ہے اور نہ ہی اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح تجلی حاصل ہوئی ہے اور نہ مسیح علیہ السلام کی طرح مصلوب ہوا ہے مگر یہ بھی ظلم اور ناانصافی کے خلاف لوگوں کو جمع کر رہا ہے۔ اس کے پاس بھی ایک کتاب ہے جو مظلوم طبقہ میں جوش انتقام پیدا کر سکتی ہے اور سرمایہ داروں کے خلاف لوگوں کی نفرت کا لاوا پھٹ سکتا ہے۔ جو شخص بھی اس کو پڑھتا ہے وہ رو پڑتا ہے کہ میں اب تک کتنا ظلم سہتا رہا اور کس کس طرح میرے حقوق پر ڈاکے پڑتے رہے مگر میں ایسا سویا رہا کہ اپنا حق بھی نہ پہچان پایا۔ مزید کہتا ہے۔

کیا بتاؤں کیا ہے کافر کی نگاہ پردہ سوز
مشرق ومغرب کی قوموں کے لیے روز حساب

روز حساب کیا ہو گا؟ ظاہر ہے سوئے ہوئے لوگ اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ اسی طرح کارل مارکس نے جو کتاب لکھی ہے اس کو پڑھ کر عام آدمی غفلت سے بیدار ہو جائے گا اور ہمارے ابلیسی نظام کے خلاف اُٹھ کھڑا ہو گا۔ اب تک ہمارے ابلیسی نظام نے ظلم وجبر پر جمہوریت کے نام سے پردے ڈالے ہوئے تھے، لوگ اسے آزادی کی نیلم پری سمجھ رہے تھے مگر اب اس شخص نے تمام رازوں سے پردے اُٹھا دیے ہیں اور ہمارا ابلیسی نظام طشت ازبام ہو چکا ہے۔ مشیر پریشانی میں کہتا ہے۔

اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا طبیعت کا فساد
توڑ دی بندوں نے آقاؤں کے خیموں کی طناب

یعنی اب تک آقا (سرمایہ دار) مزدور اور عام آدمی کا لہو نچوڑ کر مزے کی نیند سو رہا تھا اور اسے کوئی فکر نہیں تھی جبکہ دوسری طرف مزدور اور عام آدمی ہر تنگی تکلیف کو تقدیر کا مسئلہ سمجھ کر برداشت کر رہا تھا اور آقا سے شکوہ بھی نہیں کرتا تھا۔ مگر کارل مارکس نے مزدور کو جو سبق پڑھا دیا ہے اس کے بعد مزدور سرمایہ دار سے اپنے حقوق کا حساب مانگ رہا ہے۔ یعنی اب مزدور اور عام آدمی میں بغاوت کے جذبات پیدا ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ (جاری ہے)

آئی پی پیز یعنی غیر سرکاری انتظام کے حامل بجلی پیدا کرنے والے کارخانے، ان کے مالکان اور اصل حقائق

نعیم اختر عدنان

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ وطن عزیز ہر دور میں کسی نہ کسی بحران سے دوچار چلا آ رہا ہے مگر گزشتہ کئی دہائیوں سے پاکستان بیک وقت ایک سے زائد بحرانوں میں گھرا نظر آتا ہے۔ ان بحرانوں میں سے ایک بحران حد سے زیادہ مہنگی بجلی کا معاملہ ہے۔ اس مہنگی بجلی کی بہت سے وجوہات ہیں، جبکہ سب سے بڑی وجہ قدرتی طور پر پانی کی وافر دستیابی کے باوجود ڈیمز کی تعمیر سے مجرمانہ غفلت کے قومی جرم کا ارتکاب ہے جو بجلی کے سستے ترین ذریعہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس قومی جرم کو کسی مخصوص سیاسی جماعت یا ایک دو سیاسی خاندانوں کے کھاتے میں ڈال دینا حقائق کے منافی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر کس و ناکس کے علم میں ہے کہ پاکستانی معیشت کے لیے ایک اور قابل نفرین بلکہ تباہ کن شے بے تحاشا اندرونی اور بیرونی اداروں اور ممالک سے لیے گئے سودی قرضے ہیں۔ ان سودی قرضوں سے ملک و قوم کی آزادی و خودمختاری بلکہ سالمیت تک خطرات سے دوچار ہے۔ 1977ء سے 2024ء تک کے عرصہ میں ملک کو دو مرتبہ غیر آئینی طرز حکومت یعنی فوجی آمریت کے طویل ادوار کا سامنا کرنا پڑا۔ زیر بحث عرصہ 47 سالوں پر محیط ہے جس میں جنرل ضیاء الحق اور جنرل پرویز مشرف کا مجموعی عرصہ حکمرانی 21 سالہ مدت تک محیط ہے۔ باقی ماندہ 26 سالہ مدت کے دوران آٹھ سے زائد مرتبہ منتخب وزرائے اعظم کو بندوق کے زور پر اور عدلیہ کا کندھا استعمال کر کے بے دخل کیا گیا، بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے، کی فہرست کے نمایاں ناموں میں ذوالفقار علی بھٹو، محترمہ بے نظیر بھٹو، میاں محمد نواز شریف اور عمران خان کے نام قابل ذکر ہیں۔ گویا منتخب حکومتوں کے سربراہوں اور ان کے ساتھ وابستہ عوامی نمائندوں کو نشان عبرت بنانے کی کوششیں کی گئی۔ اس تمہید کے بعد زیر بحث معاملے کی جانب رجوع کرتے ہیں۔ 1994ء کا سال ہے، ملک کو توانائی کی پیداوار اور رسد میں شدید کمی کا سامنا تھا، جسے دور کرنے کے لیے محترمہ بینظیر بھٹو نے قومی توانائی پالیسی ترتیب دے کر 15 فروری 1994ء کو قوم سے خطاب کرتے ہوئے اس کا اعلان کیا۔ مجوزہ توانائی پالیسی کے لیے 700 ارب روپے کی سرمایہ کاری کا تخمینہ لگایا گیا۔ 300 ارب روپے کا سرمایہ حکومتی سطح پر فراہم کئے جانے اور بقیہ 400 ارب روپے کی فراہمی غیر سرکاری ذرائع سے حاصل کرنے کی منصوبہ بندی کا اعلان ہوا۔ اس توانائی منصوبہ کی تکمیل کے لیے پانچ سال کا عرصہ تجویز کیا گیا، امریکہ کی توانائی کے وزیر ہیزل اوبری 80 امریکی سرمایہ کاروں کے ہمراہ پاکستان آئے۔ جس کے نتیجے میں 4 ارب ڈالر یعنی 124 ارب روپے کی توانائی سے متعلق منصوبوں پر سرمایہ کاری کے معاہدہ جات ہوئے، چنانچہ 3500 میگاواٹ کے حامل توانائی منصوبوں پر اتفاق ہوا۔ یاد رہے اس وقت پاکستانی کرنسی میں ڈالر کی شرح تبادلہ 31 روپے فی ڈالر تھی، 1994ء سے 2024ء تک پاکستان کے تخت حکومت پر جو شخصیات فائز یا قابض رہیں ان میں محترمہ بے نظیر بھٹو، میاں محمد نواز شریف، جنرل پرویز مشرف اور عمران خان کے نام قابل ذکر ہیں۔ ملک کی ترقی اور بدحالی میں ان سب افراد کا ''حصہ بقدر جثہ'' کردار موجود ہے۔ بجلی پیدا کرنے کے کارخانوں میں 52 فیصد کی حصہ داری ریاست پاکستان کی ملکیت ہے جبکہ 28 فیصد پیداوار نجی شعبہ کی عمل داری میں ہے اور باقی ماندہ حصہ جو کہ 20 فیصد بنتا ہے سی پیک سے منسلک چینی کمپنیوں اور ان سے منسلک سرمایہ کاروں کی ملکیت ہے۔ نجی شعبہ میں کام کرنے والے توانائی کے ان کارخانوں کا تعلق پاکستان کے مشہور کاروباری گھرانوں، شخصیات اور سیاسی افراد کے ساتھ بھی ہے۔ ایک سروے کے مطابق پاکستان میں سو کی تعداد میں پاور پلانٹس موجود ہیں جبکہ نیپرا کی ویب سائٹ پر موجود اعداد و شمار کے مطابق ان کی تعداد نوے (90) ہے۔ اب آتے ہیں بجلی کے پیداواری کارخانوں کے ذرائع پیداوار کی جانب، یعنی پاکستان میں کن ذرائع سے فی الوقت بجلی پیدا کی جا رہی ہے: (1) پن بجلی یعنی پانی سے (2) اٹیمی پلانٹس کے ذریعے (3) کوئلہ سے (4) فرنس آئل سے (5) سولر انرجی سورج سے (6) ونڈ انرجی یعنی ہوا سے (7) بگاس سے یعنی شوگر انڈسٹری میں استعمال شدہ گنے کے پھوگ سے (8) قدرتی گیس اور آر ایل این جی سے۔ پاکستان میں بجلی کی پیداوار کے کارخانے اپنے ذرائع پیداوار کے حوالے سے جس تناسب میں کام کر رہے ہیں اُس کے مطابق پن بجلی یعنی ہائیڈرو سے بجلی پیدا کرنے والے (4) تھر کول سے چلنے والے (5) سولر انرجی کے حامل (10) فرنس آئل سے چلنے والے (15) گیس اور آر ایل این جی سے چلنے والے (19) ونڈ انرجی کے ادارے (36) شوگر انڈسٹری سے منسلک بگاس یعنی گنے کے پھوگ سے چلنے والے ادارے (8) جبکہ سی پیک سے منسلک چینی کمپنیوں کے تحت قائم ادارے، جو درآمدی کوئلہ سے چلتے ہیں وہ اس کے علاوہ ہیں۔ 100 کی تعداد میں قائم بجلی کے پیداواری کارخانوں میں سے صرف آٹھ کارخانے شوگر انڈسٹری سے منسلک سیزنل کارخانے ہیں جو کہ تین، چار ماہ تک کے عرصہ کے لیے گنے کی کرشنگ کرتے ہیں، اسی مدت کے لیے بجلی کی پیداوار بھی ہوتی ہے، اور فاضل بجلی فروخت کر دی جاتی ہے، ان سیزنل کارخانوں کو پیداواری عرصہ ہی کی ادائیگی کی جاتی ہیں۔ ان آٹھ کارخانوں میں سے سات پنجاب میں جبکہ ایک سندھ میں قائم ہے۔ نجی شعبہ میں کام کرنے والے ان توانائی کے کارخانوں کے نام اور ملکیت کن اداروں اور شخصیات کے پاس ہے، ذرا اس کا بھی جائزہ لے لیتے ہیں۔ شوگر انڈسٹری سے منسلک دو ادارے، جے ڈی ڈبلیو گروپ کے نام سے یونٹ دوئم اور یونٹ سوئم معروف کاروباری اور سیاسی شخصیت جہانگیر خان ترین کی ملکیت ہیں جو ماضی میں عمران خان کے اہم ساتھی اور تحریک انصاف کے رہنماؤں میں شمار ہوتے تھے۔ پی ٹی آئی کی پتنگ جب چڑھ رہی تھی تو موصوف کا ہی جہاز زبان زد عام تھا۔۔۔ چنیوٹ پاور پلانٹ سلیمان شہباز کی ملکیت ہے جو وزیر اعظم شہباز شریف کے بیٹے ہیں۔ یہ پاور پلانٹ بھی شوگر انڈسٹری سے منسلک ہونے کی وجہ سیزنل ہے۔ رحیم یار خان شوگر مل خسرو بختیار کی ملکیت ہے۔ اسی نام سے پاور پلانٹ موجود ہے۔ موصوف جنوبی پنجاب کے اہم سیاسی خاندانوں میں سے ایک سے تعلق رکھتے ہیں اور عمران خان کے دور حکومت میں معیشت اور منصوبہ بندی کے وزیر رہے ہیں۔ اور رینٹ پاور کمپنی ندیم بابر کی ملکیت ہے۔ موصوف عمران خان کی وزارت عظمیٰ کے وقت مشیر پیٹرولیم کے عہدے پر فائز رہے ہیں جو

27 فیصد حصص کی ملکیت رکھتے ہیں۔ نشاط پاور پلانٹ جو کہ فرنس آئل سے چلتا ہے، ایک معروف کاروباری شخصیت میاں منشا گروپ کی ملکیت ہے۔ اسی طرح سیف پاور پراجیکٹ، سیف گروپ آف کمپنیز کی ملکیت ہے یہ گروپ خیبر پختونخوا کے معروف سیاسی خاندان سیف اللہ خان فیملی کا ہے۔ اینگرو انرجی لمیٹڈ کے نام سے فعال پلانٹ اس ادارے کی ملکیت ملک کی معروف کاروباری شخصیت عبدالرزاق داؤد کے پاس ہے۔ ماضی میں موصوف عمران خان کی معاشی ٹیم کا اہم حصہ رہے ہیں۔ فاطمہ انرجی لمیٹڈ کے نام سے قائم پاور پلانٹ معروف کاروباری گروپ فاطمہ گروپ کی ملکیت ہے۔ کوہ نور انرجی لمیٹڈ کے نام سے ایک ادارہ سہگل خاندان کی ملکیت ہے۔ سندھ سے تعلق رکھنے والے بزنس ٹائیکون عارف حبیب، سچل انرجی ڈویلپمنٹ کا مالک ہے۔ فوجی کبیر والا پاور کمپنی، ایف ایف سی انرجی لمیٹڈ فوجی فاؤنڈیشن کی ملکیت ہے۔ اسی طرح فاؤنڈیشن پاور کمپنی ڈیہرکی، فاؤنڈیشن ونڈ انرجی 1 اور 2 بھی فوجی فاؤنڈیشن کی ملکیت ہیں۔ گل احمد ونڈ پاور لمیٹڈ اور میٹرو پاور کمپنی عبدالرزاق تیلی اور سراج تیلی کی ملکیت ہیں۔ اٹلس پاور لمیٹڈ معروف کاروباری شخصیت شیرازی خاندان کے پاس ہے۔ چنار شوگر ملز سے منسلک چنار انرجی لمیٹڈ کا مالک کیانی خاندان ہے۔ معروف تعمیراتی کمپنی ڈیسکون کے زیر انتظام آلٹرن انرجی اور راوش پاور پاک لمیٹڈ کے نام سے انرجی پلانٹ چل رہا ہے۔ یاد رہے کہ ڈیسکون سے بھی عبدالرزاق داؤد کا گہرا تعلق ہے۔ ہڑپہ سولر پاور رانا شمیم اور خاقان بابر چیمہ کی ملکیت ہے۔ لاریب انرجی کمپنی کے مالک سلیم اللہ میمن ہیں۔ ماسٹر موٹرز اور ماسٹر ٹیکسٹائل والے ماسٹر ونڈ انرجی کے نام سے پاور پلانٹ چلا رہے ہیں۔ سفائر ٹیکسٹائل گروپ بھی پاور جنریشن میں شامل ہے۔ اسی طرح اور بھی شخصیات اور ادارے نجی شعبہ میں بجلی کی پیداوار اور فروخت میں شامل ہیں۔ یہ ہے ساری داستان بجلی کی پیداوار کرنے والے آئی پی پیز کی۔ قصہ کوتاہ آئی پی پیز بلکہ ملک میں کرپشن اور مالی بے ضابطگیوں کے مجرم صرف دو سیاسی خاندان نہیں بلکہ ہر حکمران نے اس بہتی گنگا میں ہاتھ دھوئے ہیں۔ آدھا سچ کبھی حق نہیں ہوسکتا!

بجلی کی قیمتوں میں بے تحاشا گرانی کے عوامل کا مکمل اور بے لاگ جائزہ لے کر ہی اس کی قیمتوں میں کمی اور بجلی کی دستیابی ہی سے ملک وقوم کی بھلائی ممکن ہے، گر نہیں تو بابا پھر سب کہانیاں ہیں۔

عقیدۂ ختم نبوت کا حقیقی تقاضا

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی عدالت عظمیٰ نے قادیانی مبارک ثانی کیس میں اپنے (6 فروری 2024ء/ 24 جولائی 2024ء) متنازعہ فیصلوں کی تصحیح کر کے اپنی نیک نامی کا سامان کیا ہے۔ اس پر چیف جسٹس اور دیگر جج صاحبان مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اس قادیانی کیس میں جاری کردہ دونوں فیصلوں میں شرعی، آئینی اور قانونی سقم موجود تھے، جن کی جانب دینی جماعتوں، علماء کرام، ملک بھر کی بار ایسوسی ایشنز، وکلاء حضرات، پارلیمان میں موجود عوامی نمائندگان اور خود عوام نے نہ صرف بھرپور انداز میں توجہ دلائی بلکہ ایک پُرامن اور مؤثر تحریک کا سا سماں باندھا جو یقیناً قابل تحسین ہے۔ تمام افراد، تنظیم اور اداروں نے سپریم کورٹ سے استدعا کی کہ اس معاملے کو ایک مرتبہ پھر دیکھا جائے اور اپنے سابقہ دونوں فیصلوں میں موجود تمام شرعی، آئینی اور قانونی سقم دور کیے جائیں۔ چیف جسٹس کی سربراہی میں سپریم کورٹ کے تین رکنی بینچ نے 22 اگست 2024ء کو اس معاملے کی تیسری مرتبہ سماعت کی۔ دورانِ سماعت بڑے علمائے کرام، جن میں مفتی تقی عثمانی، مفتی منیب الرحمن، مولانا فضل الرحمن شامل تھے اور دینی و مذہبی جماعتوں کو اپنا موقف پیش کرنے کا بھرپور موقع دے کر اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کیا گیا۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ وفاقی حکومت کی درخواست کو منظور کرتے ہوئے چیف جسٹس نے گزشتہ دونوں فیصلوں میں اپنے سہو کا اعتراف کیا۔ سماعت کے اختتام پر سپریم کورٹ کے تین رکنی بینچ کی جانب سے جاری کردہ مختصر فیصلہ میں 6 فروری اور 24 جولائی 2024ء کے فیصلوں سے تمام متنازعہ پیراگرافس حذف کرنے اور قادیانیوں پر آئین وقانون میں عائد تمام پابندیاں بحال کرنے کا حکم جاری کیا گیا ہے۔ یہ حکم بھی دیا ہے کہ حذف شدہ پیراگرافس کو نظیر کے طور پر مستقبل میں پیش یا استعمال نہیں کیا جاسکے گا۔ مزید برآں مبارک ثانی قادیانی کیس میں ٹرائل کورٹ کو ان پیراگرافس سے متاثر ہوئے بغیر قانون کے مطابق مقدمہ جاری رکھنے کی بھی ہدایات جاری کی ہیں۔ ہم اس موقع پر ملت اسلامیہ پاکستان کو مبارکباد پیش کرتے ہیں کیونکہ یہ مسلمانانِ پاکستان کی ردِ قادیانیت کے محاذ پر ایک شاندار تاریخی فتح ہے اور توقع کرتے ہیں کہ تفصیلی فیصلہ میں بھی کسی قسم کا ابہام باقی نہیں رہنے دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ!

اس فیصلے کے تناظر میں ہم اسلامی جمہوریہ پاکستان کے تمام Stakeholders سے دردمندانہ گزارشات کرنا چاہتے ہیں اور ساتھ ہی دینی و سیاسی جماعتوں کے قائدین، علماء کرام، ملک بھر کی بار ایسوسی ایشنز، وکلاء حضرات، پارلیمان میں موجود عوامی نمائندگان اور عوام سے بھی عرض کریں گے کہ ابھی ختم نبوت کا اصل اور حقیقی تقاضا پورا نہیں ہوا۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ختم نبوت کے عقیدے کی حفاظت کے لیے ''قانون ارتداد'' کا نفاذ ضروری ہے۔ 1974ء میں جب پارلیمنٹ نے فیصلہ کیا تھا کہ قادیانی غیر مسلم ہیں۔ یہ ایک صحیح فیصلہ تھا، لیکن یہ فیصلہ ادھورا تھا۔ اس لیے کہ اس فیصلے سے قادیانیت کے فتنے کو کوئی گزند نہیں پہنچا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ 1984ء میں ان پر مزید پابندیاں لگائی گئیں مگر ان کا بھی خاطر خواہ فائدہ نہ ہوا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ غیر مسلم قرار دیے جانے کے فیصلے کے باوجود یہ فتنہ جوں کا توں پنپ رہا ہے اور پھیل رہا ہے اور اپنے سرطان کی جڑیں ہمارے معاشرے میں پھیلا رہا ہے۔ ویسے تو عالمی سطح پر انہیں بڑی سرپرستی حاصل ہوگئی ہے، پوری مغربی دنیا ان کی سرپرستی کر رہی ہے۔ اندرونِ ملک اس فتنے کا قلع قمع اگر ہوسکتا تھا تو صرف اُس وقت جبکہ اس فیصلے کا جو قانونی اور منطقی تقاضا ہے، وہ بھی پورا کیا جاتا، اور وہ یہ کہ ''مرتد کی سزا'' نافذ کی

جاتی۔ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے زمانے میں مدعیانِ نبوت سے قتال کیا گیا اور اسلامی تاریخ میں جتنے بھی لوگوں نے نبوت کے دعوے کیے انہیں ہمیشہ قتل کیا گیا۔ لہٰذا مرتدین کی سزا قتل جب تک نافذ نہیں ہوگی، اس فتنے کا سدباب نہیں ہو سکے گا، بلکہ وہ تو اس فیصلے کے بعد اپنے آپ کو مظلوم سمجھتے ہیں اور دنیا کے سامنے مظلوم کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔ آپ جتنے چاہیں آرڈیننس نافذ کر لیں لیکن وہ سارے اسلامی شعائر استعمال کرتے ہیں۔ ان کے ہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ مسجد کی شکل نہیں بنا سکتے مگر بڑی بڑی کوٹھیوں کے اندر اُن کا جمعہ ہوتا ہے، ان کے عید کے اجتماعات ہوتے ہیں، وہ سارے شعائر اسلامی کو استعمال کر رہے ہیں اور الٹا مظلومیت کا لبادہ اوڑھ لیا ہے، جیسے دنیا میں یہودیوں نے Holocaust کی مظلومیت کا لبادہ اپنے اوپر اوڑھا ہوا ہے۔ ہونا یہ چاہیے تھا کہ جس روز یہ فیصلہ ہوا تھا، ساتھ ہی واضح کر دیا جاتا کہ آج کی اس تاریخ سے پہلے پہلے جو قادیانی ہیں وہ تو اقلیت قرار پائیں گے، لیکن اس فیصلے کے نفاذ کے بعد جو شخص بھی قادیانیت اختیار کرے گا، اس پر قتل مرتد کی حد جاری کی جائے گی۔ جب تک یہ نہیں ہوگا اس فتنے کا استیصال تو دور کی بات ہے، اس کو کوئی گزند بھی نہیں پہنچ سکتا۔

دوسری گزارش یہ ہے ختم نبوت کے ساتھ حضور ﷺ پر تکمیل رسالت بھی ہوگئی ہے بلکہ حضور ﷺ کی فضیلت کا اصل پہلو یہ ہے کہ آپ پر نبوت و رسالت کا اتمام و اکمال ہوگیا ہے۔ یعنی محمد رسول اللہ ﷺ پر نبوت کامل ہوئی اور آپ ﷺ پر رسالت کامل ہوئی۔ قانونی اعتبار سے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت یقیناً زیادہ ہے تاکہ کسی کو ایمان بالرسالت پر نقب لگانے کا راستہ نہ ملے مگر حقیقی تقاضا ختم نبوت کا بھی اس وقت پورا ہوگا جب آپ کا لایا ہوا مکمل، اکمل اور اتم دین قائم و نافذ کیا جائے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کو نوع انسانی کے لیے دین حق کی صورت میں ایک مکمل نظام حیات عطا کیا گیا ہے جس میں سماجی، معاشی اور سیاسی سطح پر مکمل ہدایات موجود ہیں۔

ختم نبوت و تکمیل رسالت کا مطلب یہ ہے کہ ایک مکمل Politico- Socio-Economic System کی حیثیت سے دین کو کامل کر کے حضرت محمد ﷺ کو عطا کر دیا گیا۔ پاکستان کے قیام کا مقصد ہی یہ تھا کہ اس نظام کو پہلے یہاں قائم کیا جائے اور پھر ساری دنیا کو اس طرف متوجہ کیا جائے۔ ختم رسالت کا یہ پہلو اور یہ مظہر تا حال تشنۂ تکمیل ہے۔ یہ حقیقت اچھی طرح سمجھنے کی ہے کہ اللہ نے بھیجا حضرت محمد ﷺ کو غلبہ دین کے لیے لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ تاکہ دینِ حق کو غالب کر دیں تمام ادیان پر۔ اور بھیجا پوری نوع انسانی کے لیے۔ ان دونوں باتوں کو جوڑیے تو بعثت محمدی کا مقصد یعنی تکمیل رسالت کا آخری مرحلہ وہ ہوگا کہ جب کل نوع انسانی پر اللہ کا دین غالب آ جائے۔ قیامت سے پہلے یہ ہونا ہے۔ ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ اس کا آغاز اس پاک سرزمین سے ہو۔

دنیا عدل وانصاف کی تلاش میں ہے اور عدل وانصاف بتمام وکمال صرف اللہ سبحانہ کے دین کے ذریعے ہی مل سکتا ہے۔ یہی بات علامہ اقبال کی سمجھ میں آ گئی تھی تو وہ برصغیر میں مسلمانوں کے لیے علیحدہ ملک کا مطالبہ لے کر سامنے آئے تھے۔ اسی حقیقت کو قائداعظم محمد علی جناح نے سمجھا تو وہ ہندو مسلم اتحاد کی کوشش کو خیرباد کہہ کر دو قومی نظریے کے وکیل بن کر کھڑے ہو گئے تھے۔ اسی کا عملی مظاہرہ پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد کیا گیا۔ چنانچہ قرارداد مقاصد کا پاس ہونا، 31 علماء کرام کا 22 دستوری نکات پر متفق ہونا، 1973ء میں اسلامی دستور بنانے کی سعی، 1974ء میں قادیانیوں کو کافر قرار دینا، یہ سب دراصل تکمیل رسالت کے عملی اظہار کے لیے تھا۔ لیکن بدقسمتی سے جمہوری نظام سیاست کی طرف رخ کرنے سے یہ سارے اقدامات بے نتیجہ رہے۔

عدالت عظمیٰ پاکستان کے 6 فروری 2024ء/ 24 جولائی 2024ء کے فیصلے کے خلاف جس حساسیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے وفاقی حکومت، صوبہ پنجاب کی حکومت نے کردار ادا کیا اور دینی جماعتوں، علماء کرام، ملک بھر کی بار ایسوسی ایشنز، وکلاء حضرات، پارلیمان میں موجود عوامی نمائندگان اور خود عوام نے جس جوش جذبے کا ثبوت دیا اور اس مسئلے کے حل کے لیے ایک پُرامن اور مؤثر تحریک کا سماں باندھا، وہ یقیناً قابل ستائش ہے۔ مگر پاکستان میں ختم نبوت اور ختم رسالت بمعنی تکمیل نبوت و تکمیل رسالت کا بتمام وکمال ظہور اس وقت ہوگا جب یہاں نظام مصطفیٰ اور شریعت محمدیہ کا مکمل نفاذ ہو۔ اس حوالے سے بھی ہمیں حساسیت کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ 77 سالوں میں بڑی مشکل سے ہم نے ختم نبوت کے عقیدے کے پہلو سے کچھ کامیابی حاصل کی ہے۔ ہمارے پاس مہلت کم ہے۔ اس ملک کی بقاء کا جواز صرف اور صرف نفاذ اسلام ہے اور یہ حقیقت اس ملک سے وفاداری کا دم بھرنے والے تمام اداروں کو سمجھنی چاہیے۔ ہم مزید تاخیر کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ بلوچستان کے حالیہ واقعات دراصل اسی وجہ سے پیش آئے ہیں کہ جو چیز ہمیں ایک ملت واحدہ بناتی ،اس سے ہم نے گریز کیا تو پھر قومیتوں اور دیگر تعصبات کے بت پروان چڑھے اور نتیجتاً ایک اللہ، ایک رسول کا کلمہ پڑھنے والے ایک دوسرے کو موت کے گھاٹ اتار رہے ہیں۔ ہم وفاقی حکومت، ممبران قومی اسمبلی وممبران سینٹ، تمام صوبوں کی حکومتوں اور ممبران صوبائی اسمبلیوں، انتظامیہ، مقننہ، عدلیہ اور افواج پاکستان کے سربراہان سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے دین وایمان کا تقاضا پورا کریں اور محمد ﷺ سے وفاداری اور محبت کا ثبوت پیش کریں اور وہ اس طرح ہوگا کہ پاکستان میں شریعت محمدی ﷺ کے نفاذ میں اپنا حصہ ڈالیں۔ اسی طرح ہم جمعیت العلمائے اسلام، جماعت اسلامی، ملی یکجہتی کونسل، تحریک لبیک پاکستان، جمعیت اہل حدیث، مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، مفتی منیب الرحمن صاحب اور دیگر قابل احترام علماء ومشائخ سے بھی التماس کرتے ہیں کہ وہ ختم نبوت کا اصل تقاضا پورا کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ تنظیم اسلامی نے قیام نظام اسلام کے لیے اگرچہ نبوی منہج اختیار کیا ہوا ہے مگر نفاذ اسلام کی اگر فوری کوشش ہوتی ہے تو تنظیم اسلامی اس میں بھی اپنا حصہ ڈالے گی۔ ان شاءاللہ

اگر ہم ایسا کر گزرے تو اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا وآخرت میں کامیاب فرمائے گا۔ ہم میں سے ہر ایک کو سوچنا چاہیے کہ جب ہم موت سے دوچار ہوں گے، اور وہ کسی وقت بھی آسکتی ہے، تو اللہ کے حضور پیش کرنے کے لیے یہی عمل ہماری نجات کا ذریعہ بنے گا۔ ہمیں دنیا پر واضح کرنا چاہیے کہ اللہ ورسول پر ایمان اور ان کے احکام پر عمل درآمد ہماری سرخ لکیریں (Redlines) ہیں۔ اگر اسلامی نظام کو اختیار کرنے کے حوالے سے دنیا کا کوئی ملک آڑے آتا ہے تو اسے صاف صاف اللہ جل جلالہ کا یہ حکم سنانا چاہیے: ''ان سے کہہ دیجیے کہ اے جاہلو! کیا تم اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی کرنے کے لیے مجھ سے کہتے ہو۔'' (الزمر:64)

❀❀❀

Jesus *(AS)*, to convince the Quraysh. The fire was not turned into a blissful garden for him *(SAAW)*, like the prophet Abraham *(AS)*. On the contrary, when stones were thrown at him *(SAAW)*, he *(SAAW)* bled. His *(SAAW)* cheek bone got injured in a battle. He *(SAAW)* came even under a magical spell cast by the Jews of Madinah. Yet he *(SAAW)* continued the work of preaching the Word of Allah *(SWT)* day and night and with an effort on a purely human level; he *(SAAW)* carried out the daunting task of making prevalent and enforcing the true Deen (Islam) in the Arabian Peninsula. And ultimately, the Deen became established in the whole of Arabia. This is the Sunnah and *Uswah* of the Prophet *(SAAW)* that needs to be grasped firmly by the Muslims of today in their clutches. Before proceeding any further, one thing needs to be understood. Was it impossible for Allah *(SWT)* to not allow even a thorn bite His *(SWT)* beloved Prophet *(SAAW)*? When Allah *(SWT)* says "Kun" (Be), the mountains collapse to nothingness, the seas dry up and the rivers stop flowing. He *(SWT)* could have made His *(SWT)* beloved prophet *(SAAW)* sit on a throne decorated with diamonds and jewels, and the pieces would have fell into place themselves. For Allah *(SWT)* this is possible with ease. And the miracle bestowed on him *(SAAW)* in the form of the Qur'an, unlike the miracles of the other prophets *(AS)*, was not confined to time and space. That is to say, it will last forever and its text has been preserved for eternity. It is not possible to corrupt it. However, Allah *(SWT)* chose for His *(SWT)* final messenger *(SAAW)* the method of revolution that could be followed till the end of time. This facility exists today. Angels *(AS)* would descend in rows even today if we recreate the atmosphere of Badr. This is not just poetry, nor is it hearsay, but a reality that we have seen with our own eyes. Didn't the Afghan Taliban in our neighboring Afghanistan, despite meager resources, bring the most powerful military alliance on its knees? The Afghan Taliban's military strength, weapons and financial resources were no match to those possessed by the US and its allies, but still the Afghan Taliban defeated the US with the prowess of their faith and with the succor of Allah *(SWT)*. There is lesson to be learnt here by the rest of the Muslim world, including Pakistan!

In order to be prosperous in the Hereafter and to attain a place of honor and dignity in this world, we must acquire enlightenment from the Seerah and *Uswah* of the Prophet *(SAAW)*. The role of his *(SAAW)* companions *(RA)* has to be repeated. Whenever the companions *(RA)* saw the Prophet *(SAAW)* in danger, they came to his *(SAAW)* rescue even if it required sacrificing their *(RA)* lives for the cause of the Deen. They *(RA)* were eagerly ready to lay their *(RA)* lives for the Prophet's *(SAAW)* honor. This was the reason why these inhabitants of the barren land of Makkah and Madinah came to dominate the super powers of that time. Holding the Qur'an in one hand and the sword in the other, they *(RA)* trampled under their feet land and oceans alike. The desert, the forest, the mountains, nothing could stand in their way. Even though they *(RA)* had two hands and two feet like us, yet their *(RA)* hearts were adorned with the jewelry of the Qur'an – Sublime Faith... They *(RA)* followed the Seerah, the *Uswah*, the Sunnah of the Prophet *(SAAW)* and that became their real weapon. Even today, the solution to our problems is that we remove the contradiction between our words and deeds. Our tongues ought to be wet with the praise of the Holy Prophet *(SAAW)* and our actions ought to be in accordance with the instructions of the Prophet *(SAAW)*. Let us make the Sunnah and *Uswah* our way of life not just in the month of *Rabi-ul-Awwal*, but every day and every night of the year. In no case should the commandments of Allah *(SWT)* be violated and the footsteps of the Prophet *(SAAW)* be digressed.

Praise must be offered in devotion to the Holy Prophet *(SAAW)*. More importantly, we must sincerely strive our utmost for establishing the Deen – The mission for which the Holy Prophet *(SAAW)* shed his *(SAAW)* blessed blood in the streets of Taif and on the battlefield of Uhud. We must strive to make Pakistan a practical example of *"La Ilaha Ill Allah, Muhammadur Rasoolullah"*. Otherwise, we will not be able to escape our doom by merely taking out processions on Rabi-ul-Awwal or just by chanting slogans of praise for the Holy Prophet *(SAAW)*. The real work to be done is that we ought to sincerely and resolutely follow the illuminating teachings of the Holy Prophet *(SAAW)*. That is the only path for our salvation! That, indeed, is the key to success in this world and in the Hereafter! May Allah *(SWT)* help us observe every Sunnah of the Prophet *(SAAW)*. *Aameen!*

<u>Courtesy:</u> ***Sadiq Ur Rahman (A Rafiq of Tanzeem-e-Islami from Malakand); edited by Raza ul Haq***

And We Exalted Thy Praise...

A love that is ingrained in the heart, an ideology that is inscribed on the mind. Apparently how easy it should be to write it down with a pen. But then why is it so much difficult to describe the glory of the Beloved Prophet *(SAAW)* of Allah *(SWT)*. Probably because of the uncontrollable deluge of emotions emanating from the depth of heart or may be for the reason that the rumbling which flashes the brain of the writer who finds it difficult to connect and arrange his thoughts. He is left wandering at what he should write and what should he leave? What to make as a starting point and where to stop? Whether to praise his *(SAAW)* justice or to commend his *(SAAW)* unmatched wisdom? Should I pay homage to his *(SAAW)* valor or describe the pinnacle of servitude. The fact is that the tree has not yet been born from the womb of the earth, from the branch of which a pen can be carved which can fulfill the merit to write the attributes and perfections of the Sunnah, *Uswah* and Seerah of the Holy Prophet *(SAAW)*. In the style of a poetic supplication a poet pleads with the Creator *(SWT)* that if such a unique personality was destined to guide us in this world, then we too would have been favored with such a gift (tongue) that we would have found the style of praising the Mercy for All Creations *(Rehmat-ul-Lil-Aalameen) (SAAW)*. A poet of the stature of Ghalib, a great linguist and an eloquent poet, expressing his helplessness, kneels down and admits:

> "Ghalib has surrendered to Allah *(SWT)* for the praise of Muhammad *(SAAW)*. For Allah *(SWT)* alone rightfully knows his *(SAAW)* lofty station."

Recall the day when at the behest of the chieftains in *Taif*, the obscene boys threw stones so hard at him *(SAAW)* that it was difficult for Prophet *(SAAW)* to separate his *(SAAW)* holy feet from the blood-stained shoes, but even then, the angel's *(AS)* request was rejected to destroy the settlement between the mountains in the hope that a servant of Islam might be born there. Visiting to enquire about the health of the garbage thrower to find out why she could not repeat her action that day. On the occasion of the conquest of Makkah, he *(SAAW)* bowed his *(SAAW)* honorable head in humbleness so much that it almost touched the camel's neck.

The first thing to do as a conqueror of Makkah was to declare a general amnesty for his *(SAAW)* ardent enemies. The Holy Prophet *(SAAW)* is the only one in history from the decedents of Adam *(AS)* and Eve *(AS)* whose entire life is fully preserved. The style of his *(SAAW)* eating, drinking, sleeping, waking, watching, listening, living and wearing... In fact, his *(SAAW)* station is such before which the angels *(AS)* had no choice but to prostrate, on the command of Almighty Allah *(SWT)*, the Lord *(SWT)* of the Worlds. Allah *(SWT)*, the Exalted, sends blessings and peace on Muhammad *(SAAW)* Himself *(SWT)*. It reflects the fact that no book on the Seerah of the Prophet *(SAAW)* is more than a droplet of water in the ocean, before the exalted attributes of perfection of the Prophet *(SAAW)*.

Just pause here for a moment and ponder. Muhammad *(SAAW)* received this honor, reverence and veneration because he *(SAAW)* was the final Prophet and Messenger of Allah *(SWT)* send in the world as His *(SWT)* representative for the guidance of all human beings. Muhammad *(SAAW)* was not only the final prophet *(SAAW)* and messenger *(SAAW)*, but also the bearer of the perfected "Deen" of Allah *(SWT)* – Islam, and for the whole of mankind for all times. From Adam *(AS)* through Jesus *(AS)*, all the prophets *(AS)* and messengers *(AS)* continued to carry out the intermediate stages for the completion of this Deen. Although they were given their respective *Shari'ah*, but the Deen was the same for all. The mission was the same for all, that was, to implement this system – The Deen of Allah *(SWT)* – both in the individual and collective spheres of life.

The Holy Prophet *(SAAW)* did not have the staff of Moses *(AS)* to break asunder the chest of a sea or become a python swallowing snakes. Neither he *(SAAW)* nor his *(SAAW)* companions *(RA)* were sent down with divine food from the heavens. Nor did he *(SAAW)* raise the dead, with the leave of Allah *(SWT)*, like the Prophet

Vol: 33 Regd. No. C.P.L NO.114 No.35

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore